سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۶۸

تعلیمِ قرآن میں شانِ رحمت کی اہمیت



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۶۸

تعلیم قرآن میں
شانِ رحمت کی اہمیت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : تعلیم قرآن میں شانِ رحمت کی اہمیت

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مقام : جامعہ اشرف المدارس

تاریخ اشاعت : ۲/ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱/ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شائع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شائع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

تعلیم قرآن میں شانِ رحمت کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾[۱]
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَشْرَافُ اُمَّتِیْ
حَمَلَۃُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ[۲]
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: خِیَارُ اُمَّتِیْ عُلَمَاءُ ھَا
وَخِیَارُ عُلَمَاءِ ھَا رُحَمَاءُ ھَا اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ[۳]

قرآنِ پاک کی خدمت کا اعزاز

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجیے کہ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک کی خدمت نصیب فرمائی اور ہمارے سلسلے میں حضرت میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی قرآن شریف پڑھایا۔ ۴۰ سال تک تکبیر اولیٰ سے نماز باجماعت ان کی فوت نہیں ہوئی۔ حاجی امداد اللہ صاحب نے مسجدِ نبوی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے کوئی اللہ والا صحیح پیر عطا فرمادیں، تو حاجی صاحب کو خواب میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور حضرت میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں حاجی صاحب کا ہاتھ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھ دیا۔ واپس آکر حاجی صاحب حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوگئے۔ میاں جی عالم نہیں تھے مگر اتنا بڑا درجہ ان کو صرف قرآنِ پاک کی خدمت سے ملا۔

---

۱ الرحمٰن: ۱-۲
۲ شعب الایمان للبیہقی: ۴/۲۳۳(۲۴۴۷)، فصل فی تنویر موضع القراٰن، المکتبۃ الرشیدیۃ
۳ کنز العمال: ۱۰/۱۵۲(۲۸۷۷۸)، باب فی الترغیب فیہ من کتاب العلم، مؤسسۃ الرسالۃ

حَمَلَۃُ الْقُرْآنِ اور اَصْحَابُ اللَّیْلِ کا ربط

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَۃُ الْقُرْآنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ کہ میری امت کے بڑے لوگ حافظِ قرآن ہیں اور راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھنے والے ہیں۔ حَمَلَۃُ الْقُرْآنِ کے ساتھ اَصْحَابُ اللَّیْلِ بھی فرمایا۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ خالی زبانی حافظ نہیں ہیں اللہ والے حافظ ہیں، کیوں کہ جو اللہ والا ہو گا وہی تو آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھے گا۔ لہٰذا حَمَلَۃُ الْقُرْآنِ اور اَصْحَابُ اللَّیْلِ کے جوڑ کا راز یہی ہے کہ اب اس زمانے میں چوں کہ رات کو اٹھنا مشکل ہو گیا ہے، لہٰذا علامہ شامی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو وتر سے پہلے دو رکعت تہجد پڑھ لے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بھی رات کی نماز والوں اور تہجد والوں میں شمار کرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ آسان تہجد اور کیا ہو سکتا ہے کہ وتر سے پہلے دو رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لے، تو حافظِ قرآن تو آپ لوگ ہیں ہی، اَصْحَابُ اللَّیْلِ بھی ہو گئے، یعنی حدیث شریف کے دونوں جزء کی نعمت آپ لوگوں کو حاصل ہو گئی۔

تہجد کا ایک آسان طریقہ

علامہ شامی ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ پاک نقل کرتے ہیں کہ

وَمَا کَانَ بَعْدَ صَلَاۃِ الْعِشَاءِ فَھُوَ مِنَ اللَّیْلِ

عشاء کی نماز کے بعد سونے سے قبل نفل تہجد میں شمار ہوں گے، لہٰذا وتر سے پہلے دو نفل پڑھنے والے بھی اصحاب اللیل میں ہو جائیں گے۔ اس حدیثِ پاک کی روشنی میں علامہ شامی اپنا فقہی فیصلہ لکھتے ہیں:

وَھٰذَا یُفِیْدُ اَنَّ ھٰذِہِ السُّنَّۃَ تَحْصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ قَبْلَ النَّوْمِ [۱]

نمازِ تہجد کی سنت اس کو نصیب ہو جائے گی جو وتر سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔ چوں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ وتر آخر میں پڑھتے تھے اس لیے افضل یہی ہے۔ مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے خود سنا کہ وتر کے بعد بھی نفل جائز ہے، مگر افضل یہی

---

[۱] ردالمحتار: ۲/۴۶۷، مطلب فی صلٰوۃ اللیل، مطبوعۃ ریاض

ہے کہ وتر سے پہلے پڑھ لیں، میں اس مجلس میں تھا جب مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرمائی اور میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم (افسوس اب رحمۃ اللہ علیہ ہوگئے) بھی موجود تھے۔ تو آپ لوگوں کو جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت دی ہے، آپ اگر وتر سے پہلے تہجد کی نیت سے دو رکعت پڑھ لیں، تو آپ لوگ اس حدیث شریف کے مطابق دونوں نعمتوں سے مالامال ہو جائیں گے یعنی حافظِ قرآن بھی اور تہجد گزار بھی۔ اور وتر سے پہلے سونے سے قبل دو نفل پڑھ کر تہجد کا ثواب مالِ غنیمت ہے جس میں کوئی مشقت بھی نہیں۔ اور دو رکعت میں تین نیتیں کرلو، صلوٰۃ التوبہ، صلوٰۃ الحاجت اور صلوٰۃ التہجد، دن بھر کی خطاؤں سے معافی مانگ لو کہ اللہ میری نظر سے کوئی خطا ہوگئی ہو یا کوئی گناہ ہوگیا ہو تو معاف کر دیجیے اور میرے شاگردوں کو جلد حافظ بنا دیجیے، میری محنت میں برکت ڈال دیجیے اور ہمیں تہجد گزاروں میں شامل فرما دیجیے۔ اب جو دو رکعت بھی وتر سے پہلے نہ پڑھے، تو اس ظالم کو اپنے خسارے اور تغافل پر قیامت کے دن بے حد ندامت ہوگی۔ کہو دو رکعت پڑھنا آسان ہے یا نہیں؟ آپ سے یہ نہیں کہا جاتا کہ آپ بہت بڑی لمبی لمبی سورتیں پڑھیں، چھوٹی چھوٹی سورتیں جیسے سورۂ کوثر اور سورۂ اخلاص پڑھ لیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے دو رکعت بھی تہجد میں ادا فرمائی ہیں۔ اس کا ثبوت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے جلد نمبر ایک میں دے دیا ہے۔ میرے شیخ اول شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی میں نے تہجد میں دو رکعت بھی پڑھتے دیکھا ہے۔ حضرت کو بارہ مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور ایک مرتبہ ایسی زیارت نصیب ہوئی کہ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی میں نے دیکھے اور خواب ہی میں پوچھا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا عبدالغنی نے آپ کو خوب دیکھ لیا؟ تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب ہی میں فرمایا کہ ہاں عبدالغنی! تم نے اپنے نبی کو آج خوب دیکھ لیا۔ سولہ سال اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اختر رہا ہے، آپ قدر کریں یا نہ کریں، لیکن سارے عالم میں میرے ساتھ چلو اور دیکھو کہ افریقہ، برطانیہ، امریکا کے بڑے بڑے علماء، محدثین، مفتیین اور بڑے بڑے دارالعلوم کے مہتممین آج مجھ سے بیعت ہیں اور انڈیا میں اسلامی بورڈ کے صدر، بہت بڑے عالم اور فاضلِ دیوبند نے میری باتیں نوٹ کی ہیں اور کتابی شکل میں انڈیا سے شایع کی ہیں، جس کا نام ہے ”باتیں ان کی یاد رہیں گی“

تو بتارہا ہوں کہ عزت آپ کے اختیار میں نہیں ہے اور نہ میرے اختیار میں ہے، جس کو اللہ عزت دیتا ہے اس کے چراغ کو کوئی بجھا نہیں سکتا، لہٰذا یہ مدرسہ خالص اس لیے کھولا گیا کہ یہاں اللہ والے آئیں، اساتذہ بھی اللہ والے ہوں اور طالب علم بھی اللہ والے ہوں، باورچی بھی اللہ والا ہو، جھاڑو لگانے والا بھی اللہ والا ہو، چوکیدار بھی اللہ والا ہو، سب کو اللہ تعالیٰ صاحبِ نسبت کر دے۔ صاحبِ نسبت معنیٰ صاحبِ ولایت، یعنی اپنا ولی بنالیں۔ جیسا کہ ابھی بتایا کہ اپنے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں سولہ برس میں حضرت کے ساتھ رہا، جس میں سے دس برس حضرت کے ساتھ پھولپور میں رہا جو بالکل سنسان جنگل تھا، آبادی کا دور دور نشان نہ تھا۔ میرے موجودہ شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے حضرت شیخ پھولپوری پر میرا رات دن فدا ہونا دیکھا تھا تو حیدرآباد سندھ میں اپنے بڑے بھائی اسرار الحق صاحب سے فرمایا کہ میں نے جو کتابوں میں پڑھا تھا کہ پہلے زمانے میں لوگ اپنے پیر پر کس طرح جان دیتے تھے وہ میں نے حکیم اختر کی زندگی میں دیکھ لیا۔

اساتذۂ قرآنِ پاک کو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

تو میرے شیخ فرماتے تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے استاذوں کو ہمیشہ ہدایت کی کہ دیکھو لڑکوں کی پٹائی مت کرو، ہر شخص کا دماغ یکساں نہیں ہوتا، کوئی زیادہ مضبوط ہوتا ہے وہ دور کوع یاد کرلیتا ہے، کوئی کم دماغ کا ہے وہ زیادہ یاد نہیں کرسکتا، تو اس کے دماغ کی استعداد سے زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالو۔ مان لیجیے کہ کوئی دو سال میں حافظ نہیں ہوتا تو تین سال میں ہوجائے گا لیکن پٹائی نہ کرو، کیوں کہ پٹائی کرکے ان کو حافظ بنانا آپ پر فرض نہیں ہے اور پٹائی کرنا حرام ہے۔ ایسے استاذوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن قصاص لے گا۔ فقہ حنفی کی سب سے بڑی کتاب شامی ہے جس کے مصنف علامہ شامی ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں، انہوں نے لکھا ہے کہ جو استاذ بچوں کی پٹائی کرتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بدلہ لے گا۔ اور یہ تھانہ بھون کے قاری صاحب موجود ہیں، ان سے پوچھ لو کہ بعض استاذوں کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا سزا دی؟ استاد کے کان پکڑوائے اور اس کو چکر لگوائے۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے عالم ہیں کہ برصغیر کے بڑے بڑے علماء کے شیخ تھے، غیر منقسم ہندوستان کے اکابر علماء سب حضرت کے

قدموں میں تھے۔ مفتی شفیع صاحب کا جو پیر ہو گا کتنا بڑا عالم ہو گا؟ مولانا خیر محمد صاحب جالندھری بانیٔ خیر المدارس کا پیر کتنا بڑا عالم ہو گا؟ مولانا مفتی محمد حسن امرتسری جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی کا پیر کتنا بڑا عالم ہو گا؟ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان تمام بڑے بڑے علماء کے حکیم الامت پیر ہیں، مگر لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جس استاذ نے بچوں کی پٹائی کی حضرت نے اس کو سزا دی۔ میرے شیخ نے بھی فرمایا کہ حضرت کے ہاں بچوں کی پٹائی کرنا سخت منع تھا، اور فرماتے تھے کہ دلیل کیا ہے؟ حفاظِ کرام غور سے سنیں۔ آہ! یہ شاید ہی کہیں سنو گے۔

تعلیم قرآن میں اسمِ رحمٰن کے نزول کا راز

فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، مگر قرآن شریف کی تعلیم کی آیت کے نزول میں اَلرَّحۡمٰنُ نازل فرمایا اَلرَّحۡمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ رحمٰن نے تعلیم قرآن دی۔ تو فرماتے تھے کہ اللہ نے ننانوے ناموں میں کوئی نام یہاں نازل نہیں فرمایا، نہ قہّار نہ جبّار، رحمٰن کا لفظ نازل فرما کر قیامت تک کے معلّمین کو، قرآنِ پاک کی تعلیم دینے والوں کو اللہ تعالیٰ نے سبق دے دیا کہ شانِ رحمت سے بچوں کو پڑھانا۔ بتاؤ واضح دلیل ہے یا اس میں کچھ مشکلات ہیں؟

اَلرَّحۡمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ﴿۲﴾

رحمٰن نے قرآنِ پاک کی تعلیم دی۔

آخر اللہ کے اور بھی تو نام ہیں، ننانوے ناموں میں اور کوئی نام کیوں نہیں نازل کیا؟ خالی رحمٰن کی شان کو نازل کیا تاکہ قرآنِ پاک کے معلّمین قصائی کی طرح بچوں کو نہ پیٹیں، بچوں کے اعضا کمزور ہوتے ہیں۔

سنگ دلی کا ایک عبرتناک واقعہ

میں لاہور میں اپنے مرشد مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا۔ ایک دیہاتی روتا ہوا آیا کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا، قرآن شریف پڑھتا تھا، حفظ کر رہا تھا۔ سبق یاد نہیں تھا، استاذ نے سر جھکایا اور ایک مکا مارا، اسی وقت اس کا ہارٹ فیل ہو گیا۔ حکومت نے دس سال کی سزا استاذ کو دی مگر بڑا مدرسہ قرآنِ پاک کا ختم ہو گیا۔ سب نے کہا کہ بھائی ہم اپنے

بچوں کو قصائیوں کے حوالے نہیں کریں گے۔ آج انگریزی اسکول کے لڑکوں کو ٹافیاں اور چائے مل رہی ہے اور عربی مدرسوں کے لڑکوں کو گھونسے اور ٹھونسے مل رہے ہیں۔ مجھے ایک عورت نے فون کیا کہ میرا ایک بچہ مدرسے میں پڑھتا ہے اور سب بھائی اس کے اسکول میں پڑھتے ہیں، وہ اپنے بھائیوں سے کہتا ہے کہ تم لوگ بڑے اچھے ہو کہ اسکول میں تم کو ٹافی مل رہی ہے اور چائے بھی مل رہی ہے اور کھیلنے کے لیے فٹبال بھی مل رہا ہے اور مدرسوں میں مت جانا، ہمارا حال دیکھ لو، وہاں قصائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ کے نام پر واسطہ دیتا ہوں کہ قیامت کے دن اپنے لیے دوزخ کا راستہ مت بناؤ۔ اگر ہم لوگوں کے اخلاق سے مدرسے بند ہوگئے یا کسی نے اپنے لڑکے کو مدرسے سے نکال کر اسکول میں داخل کرادیا، قیامت کے دن دوزخ میں جانے کے لیے یہی خبیث عمل کافی ہے۔ بتاؤ! اگر اللہ نے قیامت کے دن پوچھا کہ تم نے لڑکوں کی اتنی پٹائی کیوں کی کہ جس کی وجہ سے وہ مدرسے چھوڑ کر انگریزی اسکولوں میں چلے گئے؟ تو آپ کیا جواب دوگے؟ اگر تمہارے بچوں کو کوئی اس طرح مارے تو تمہارا کیا حال ہوگا؟ اکثر پڑھانے والے چوں کہ غیر شادی شدہ ہوتے ہیں، اس لیے اولاد کی محبت کے درد سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ یہ شعر میں نے بہت پرانا سنا تھا ؎

اگر تو صاحبِ اولاد ہوگا
تجھے اولاد کا غم یاد ہوگا

بچوں کی پٹائی کرنے والے اساتذہ کی سزا

آج سے دو سال پہلے ایک بچے کو استاد نے مارا، میرے سامنے وہ بچہ آیا تو اس کی پیٹھ پر پانچوں انگلیاں بنی ہوئی تھیں اور کالا ہوگیا تھا۔ میں نے اسی وقت اس استاد کو نکال دیا، میں نے کہا کہ تم اس قابل نہیں ہو کہ تم کو استاد رکھا جائے، تمہیں شرم نہیں آتی۔ اس بچے کی ماں نے بھی سفارش کی۔ میں نے کہا: یہ خالی تمہارا حق نہیں ہے، اس میں اللہ کا بھی حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بے رحمی کو پسند نہیں کرتا۔ ہم تمہاری سفارش اللہ کے مقابلے میں قبول نہیں کرسکتے۔ ایسے قصائی استاذ کا نکالنا مجھ پر فرض ہے۔ میں نے مدرسہ جنت کے لیے کھولا ہے، مجھ سے بھی تو سوال ہوگا کہ تمہارے مدرسے میں طلباء پر جو ظلم ہو رہا تھا تم نے کیا معاملہ کیا؟ اور یہ بھی بتادیتا ہوں کہ ہم نے مدرسہ پیٹ کے لیے نہیں کھولا، نہ مولانا مظہر تنخواہ لیتے ہیں نہ ہم

تنخواہ لیتے ہیں۔ ہمارے لیے کتب خانہ، دواخانہ ہے اور اللہ کی رحمت سے گزارہ ہے۔ میں نے مڈل اسکول پڑھ کر والد صاحب سے عرض کیا کہ مجھے دیوبند بھیج دیجیے، میں عالم بننا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: نہیں پہلے تم کو حکیم بناؤں گا۔ میں نے کہا: کیوں؟ کہنے لگے کہ میں نہیں چاہتا کہ تم پیٹ کے لیے علمِ دین سیکھو اور سکھاؤ، دواخانے سے پیٹ کمانا اور اللہ کے لیے دین سکھانا۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہماری روزی کا ذریعہ مدرسہ نہیں ہے، لہٰذا آج امریکا، افریقہ، برطانیہ، ہندوستان، بنگلہ دیش اور برما وغیرہ ان تمام ملکوں کے بڑے بڑے علماء کی خدمت کی سعادت اللہ تعالیٰ مجھے میرے بزرگوں کی غلامی کی صدقے میں دے رہا ہے اور یہاں بھی دیکھو! پیر کے دن نیو ٹاؤن کے اور کتنے بڑے بڑے مدارس کے علماء آرہے ہیں۔

حضرت والا کی ابتدائی زندگی کے بعض حالاتِ رفیعہ

اور میں نے ایک معمولی مدرسے بیت العلوم میں پڑھا جس کو دنیا نہیں جانتی تھی اور آپ بھی نہیں جانتے، کبھی آپ نے سنا بیت العلوم کا نام؟ اعظم گڑھ کے دیہات میں چھوٹا سا مدرسہ تھا، مگر میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ تھا۔ میں نے گم نام مدرسے میں کیوں پڑھا؟ طلباء نے مجھے بہکایا اور ورغلانا چاہا کہ دیوبند جا کر پڑھو، کیوں کہ جب لکھوگے فاضلِ دیوبند تو تم کو عزت ملے گی اور لکھوگے فاضلِ بیت العلوم تو تمہیں کوئی پوچھے گا ہی نہیں۔ میں نے کہا، میں عزت کے لیے نہیں پڑھ رہا ہوں، میں ربّ العزت کے لیے پڑھ رہا ہوں اور اپنے شیخ کے ساتھ اس لیے پڑھوں گا کہ مجھے اپنے پیر سے اللہ ملے گا اور علم درجۂ ثانوی ہوگا، اپنے شیخ کے مدرسے میں علم جو کچھ قسمت میں ہے آجائے گا۔ ہر جمعرات کو اپنے پیر کے ہاں چلا جاتا تھا۔ پانچ میل پیدل، سردی میں رضائی گدّا سر پر، پیدل اس لیے کہ کرایہ نہیں ہوتا تھا، طالب علمی میں کہاں اتنا پیسہ ہوتا ہے؟ جمعرات کو گیا، جمعہ کو حضرت کو غسل کرایا، خدمت کی اور اس کے بعد تقریر سنی اور صبح پھر مدرسے آگیا۔ اساتذہ نے کہا کہ پیر کے پاس اتنا مت جایا کرو، ورنہ پیری مریدی کے چکر میں رہوگے تو علم میں کمتر رہوگے۔ میں نے کہا کہ میں تو پیر ہی کی وجہ سے یہاں آیا ہوں اور حقیقت میں حضرت والا سے اللہ کی محبت سیکھنے آیا ہوں، اگر میرا اللہ سے تعلق کمزور ہو جائے گا تو میں مدرسے سے بھی بھاگ جاؤں گا، کیوں کہ میں حکیم ہوں، فوراً دواخانہ کھول کر دوا بیچنا شروع کردوں گا، مدرسے میں

میرا دل ہی نہیں لگے گا۔ اور اتنا غریب مدرسہ تھا کہ صبح سے لے کر بارہ بجے تک ناشتہ نہیں دیتا تھا، مدرسے میں کھانا دوپہر کا اور رات کا تھا۔ بتاؤ، جوانی کی بھوک کیسی ہوتی ہے بھائی؟ صبح سے لے کر بارہ ایک بجے تک ایک قطرہ پانی پیٹ میں نہیں جاتا تھا۔ مدرسہ غریب تھا، لیکن میں نے اس مدرسے کو چھوڑ کر امیر مدرسہ تلاش نہیں کیا، کیوں کہ ہمارے پیر اور مرشد وہاں تھے۔ بعض اساتذہ بھی شیخ سے اس قدر تعلق کو علم کے لیے مضر سمجھتے تھے اس لیے پسند نہ کرتے تھے، لیکن جب اللہ نے مثنوی شریف کی شرح وغیرہ میرے ہاتھوں سے لکھوائی، تو ان ہی بزرگوں نے، میرے استاذوں نے کہا کہ واقعی اس کو پیر کی دعا لگ گئی اور آج سارے عالَم میں اللہ دکھلا رہا ہے کہ اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانا کبھی رائیگاں اور بے کار نہیں جاتا۔ اللہ اپنے پیاروں کی خدمت کو کبھی رائیگاں نہیں کرتا۔ اور یہ بھی بتاتا ہوں کہ جس طرح ابّا اپنے بچوں کی محبت کو اپنی محبت کے کھاتے میں لکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اللہ والوں کی محبت کو اپنے کھاتے میں لکھتا ہے، جو محبت للہ ہوتی ہے وہ باللہ ہوتی ہے، اللہ والی محبت اللہ کے ساتھ شمار ہوتی ہے۔

اساتذہ کو پٹائی سے باز رکھنے کی بعض تدابیر

میں دردِ دل سے کہتا ہوں کہ بچوں کی ہرگز پٹائی نہ کرو، اس لیے جب آپ حضرات کا تقرر ہوتا ہے تو مدرسے کے فارم میں ہے کہ ہم بچوں کی پٹائی نہیں کریں گے۔ کیوں بھائی! فارم میں ہے یا نہیں؟ تو جب فارم پر آپ نے دستخط کر دیے تو گویا وعدہ کر لیا اور وعدہ خلافی حرام ہے یا حلال؟ تو پھر یہ سوچ لو کہ یہ کیسا استاذ ہے جو وعدہ خلافی کرتا ہے؟ ابھی ایک لڑکے کو اتنا مارا کہ کئی دن تک اس کے پٹی بندھی ہوئی تھی۔ ان چیزوں کو دیکھ کر مدرسے میں ترقی ہوگی یا تنزلی؟ آپ کہیں گے کہ میں نے تو ہلکا سا یوں کر دیا تھا، لیکن آپ کا ہلکا بچوں کے لیے بھاری ثابت ہوتا ہے۔ بتایئے! اگر شیر بکری کے پیٹ پر خالی ملائم سا ہاتھ رکھ دے اور کہے کہ میں نے تو بہت ملائم سا ہاتھ رکھا تھا، تو بکری زندہ رہے گی؟ مارے ڈر کے ہارٹ فیل ہو جائے گا۔ استاذوں کا خود ہی دل میں خوف اور ڈر ہوتا ہے اور جبکہ میں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ دو سال کے بجائے اگر تین سال میں حافظ ہوں اور تین سال کے بجائے چار سال میں ہوں تو ہم آپ سے کبھی شکایت نہیں کریں گے، بشرطیکہ محنت میں کمی نہ ہو اور مہتمم کو آگاہ رکھیں کہ صاحب یہ بچہ سبق صحیح نہیں سناتا، تاکہ ہم ان کے والدین کو اطمینان دلا دیں کہ اگر تاخیر ہو تو مدرسے

کی شکایت مت کرنا، تمہارا بچہ خود سبق صحیح یاد کر کے نہیں سنا رہا۔ مگر مار پٹائی نہ کرو، کیوں کہ میرے مدرسے کی ترقی کا راز یہی ہے، لوگ یہی سن کر بھیجتے ہیں کہ مدرسہ اشرف المدارس میں پٹائی نہیں ہوتی، اب اگر یہاں بھی پٹائی ہو تو میرا سارا بھرم اور ساری عزت خاک میں مل جاتی ہے۔ اور آپ کو اس آیت کا بتا دیا، اللہ کرے کہ قیامت تک معلّمین اس آیت کو یاد رکھیں۔ اس مضمون کو کیسٹ میں ٹیپ اس لیے کرایا ہے کہ ہر مہینہ اس کو سن لیا کریں۔

اساتذہ میں شانِ رحمت کی اہمیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خِیَارُ اُمَّتِیْ عُلَمَاءُھَا، میری امت کے بہترین لوگ علماء ہیں۔ مگر علماء میں کون بہتر ہیں؟ وَخِیَارُ عُلَمَاءِھَا رُحَمَاءُھَا اور علماء میں بہترین وہ ہیں جو رحم دل ہیں، جن پر شانِ رحمت غالب ہے، یعنی جن علماء پر شانِ رحمت غالب ہے وہ ان علماء سے بہتر ہیں جن پر شانِ رحمت غالب نہیں، اب شانِ رحمت کیسے آئے گی، کیوں کہ اکثر حفاظ تربیت یافتہ بھی نہیں ہوتے، بعضے دیہاتوں سے پڑھ پڑھ کر چلے آئے اور پٹائی کے ساتھ پڑھا، تو جیسا پٹ کر پڑھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ بغیر اس کے کام ہی نہیں چلے گا، لہٰذا ان کے لیے بتاتا ہوں کہ وہ رحم دل آدمیوں کے پاس بیٹھیں، تھوڑی دیر، ۵ منٹ اس نیت سے بیٹھو کہ میرے اندر شانِ رحمت آجائے، کوئی نہ ملے تو مولانا مظہر میاں کے پاس بیٹھ جاؤ اور یَا اللہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ چلتے پھرتے پڑھتے رہو، ان شاء اللہ آپ دنیا میں کبھی کسی تکلیف میں نہیں رہیں گے، کسی مشکل میں نہیں رہیں گے۔ یہ وظیفہ مجھے بہت بڑے بزرگ، بہت بڑے پیر جو الٰہ آباد میں تھے مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا۔ حضرت کے پاس مشکل میں پھنسے ہوئے مصیبت زدہ لوگ آتے تھے، فرمایا: یہی پڑھو۔ اللہ نے بسم اللہ شریف میں یہی تین نامِ مبارک نازل فرمائے ہیں۔ اللہ رحمٰن رحیم، لہٰذا یَا اللہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ پڑھتے رہو اور کھانے پینے پر بھی اسی کو دم کرو تو شانِ رحمت آجائے گی اور کوئی مشکل نہیں رہے گی، غیب سے انتظام ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جو اللہ والا بن کر رہے گا کیا اللہ تعالیٰ اس کا نہیں بنے گا؟ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللہُ لَہٗ[۵] جو اللہ کا بن کر رہے گا تو اللہ بھی اس کا بن کر رہے گا۔ میرا پوتا میرے سگے بھانجے کا بیٹا اسی مدرسے سے حافظ ہوا، اس

[۵] مفاتیح الغیب لفخر الدین الرازی: ۲۸/۲۷، المؤمن ۵۵، دار احیاء التراث، بیروت

کو یونی ورسٹی میں تراویح سنانے کے ٦ ہزار روپے ملے، اس نے مجھ سے کہا، میں نے کہا کہ اس کو واپس کرو، کیوں کہ تمام علماء نے اس کو حرام فرمایا ہے۔ پالنے والا اللہ ہے، تم ہمت کر کے دیکھو، وہ گیا اور رقم واپس کر دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم واپس نہیں کر لیں گے۔ پھر میں نے فتوے کی کتاب بھیجی، جس میں لکھا ہے کہ تراویح کی اُجرت نہ لینا جائز، نہ دینا جائز، دونوں حرام ہیں۔ اس کو دیکھ کر ان لوگوں نے واپس لے لیا۔ چار چھ مہینے کے بعد اس کو جدہ سے بلاوا آگیا، اس وقت سعودیہ میں ہے، ایک فیکٹری کا منیجر ہے، ہر سال حج عمرہ کر رہا ہے، ٦ ہزار تو گئے، لیکن لاکھوں ریال میں اس وقت مزے کر رہا ہے۔ اللہ پر مر کے تو دیکھو، اس سے بڑھ کر قدر دان کون ہو گا؟ اللہ سے بڑھ کر ہمارا پیار کرنے والا کوئی اور ہو سکتا ہے؟

اساتذہ کرام کو چند خاص نصیحتیں

لہٰذا میں بحیثیت مربی ہونے کے آپ کو یہ چند نصیحتیں کر رہا ہوں کہ اللہ کے لیے غصہ کر کے دوزخ کا راستہ مت اختیار کرو، آپ کی کوئی ذمہ داری نہیں، لات مار دیا، یا ایک دم ریپٹ مار دیا، غصے میں مغلوب ہو کر مارنا جائز نہیں ہے۔ ان کو کھڑا کر دو، چھٹی بند کر دو، تھوڑی دیر آپ بھی بیٹھیں۔ یہ استاذ پر مشکل ہوتی ہے، دس منٹ آپ اس کو چھٹی نہ دیں، یہ ان کے لیے دس ڈنڈے سے زیادہ سخت ہے۔ جب دیکھا کہ سب کی چھٹی ہو گئی، اب دس منٹ بیٹھنا بچوں کو بہت کھلتا ہے، اللہ کے نام پر دس منٹ زیادہ بیٹھ جاؤ، ہمیشہ تو نہیں بیٹھنا ہے، کبھی کبھی تربیت کے لیے بیٹھنا کیا مشکل ہے؟ لیکن ایسا موقع مت دو کہ یہ دیکھیے صاحب! ذرا پیٹھ دیکھیے۔ اب پیٹھ کھولتا ہے تو وہاں نشانات پڑے ہوئے ہیں، میں کہاں تک کہوں کہ ہمارے استاذ بہت شریف ہیں، کہیں کسی اور نے مار دیا ہو گا، کیسے کہوں کہ کرکٹ کھیل رہا تھا، جھوٹ بولنا میرے لیے کیسے جائز ہو گا؟ اس لیے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا مراقبہ کرو اور بزرگوں کا طریقہ اختیار کرو جو کتابوں میں ہے اور ہمارے سلسلے کے سب سے بڑے حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پٹائی کو بالکل حرام قرار دیا۔ اور وہ زمانہ گیا جب بے وقوف لوگ کہتے تھے کہ بوٹی اور گوشت میرا چمڑی استاذ کی۔ ماں باپ کے لیے بھی اتنا پٹوانا جائز نہیں، بعض وقت ماں باپ نے اجازت دے دی اور جب اس کی مار پٹائی دیکھی تو پھر اجازت کے باوجود استاذ کو خود مارنے لگا، استاذ نے کہا کہ تم نے ہم کو مارنے کی اجازت دی تھی، کہا کہ اپنے بیٹے کی پٹائی اب ہم سے دیکھی نہیں جارہی ہے، اٹھا کر

پٹخ دیا استاذ کو اور مارنا شروع کر دیا۔ جیسے جب فیلڈ مارشل ایوب خان تھے، ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہندوستان کے دانت کھٹے ہو گئے تھے تو بمبئی میں انڈیا نے ایک ڈرامہ بنایا، فیلڈ مارشل ایوب خان کی شکل کا ایک ہندو تلاش کیا۔ لمبا قد، موٹی گردن، وہی شکل اور اس کو ایوب خان کی وردی پہنادی اور شاستری جو ان کا وزیر اعظم تھا دبلا پتلا۔ ایک ہندو تلاش کیا اور دبلے پتلے ہندو کو وزیر اعظم شاستری بنا دیا۔ پھر اس وزیر اعظم ہندو کو سکھایا کہ تو دبلا پتلا کمزور ہے، مگر اس تگڑے ہندو کو جو ایوب خان بنا ہوا ہے خوب جوتے لگا اور سو سو روپے دو دو سو کا ٹکٹ رکھ دیا۔ سارا بمبئی جمع ہو گیا وہاں کہ آج ایوب خان کی شاستری پٹائی کرے گا اور دونوں ہندو تھے، لیکن جس کو ایوب خان بنایا تھا اس کو سمجھا دیا تھا کہ تم بدلہ نہ لینا ورنہ ہمارا ڈرامہ ختم ہو جائے گا اور انڈیا کی عزت ختم ہو جائے گی، لہٰذا دس بارہ جوتے تو اس نے کھائے۔ کس نے؟ وہ جو تگڑا ہندو تھا جو ایوب خان بنا ہوا تھا، اس کے بعد اس کو غصہ آگیا اور وہ بھول گیا کہ میں کہاں ہوں اور کیا پارٹ کر رہا ہوں؟ تو اس نے شاستری کی ٹانگ اٹھا کر اسے تین دفعہ گھمایا اور زور سے اسے سامنے کرسیوں پر پھینک دیا۔ وہ تو بے ہوش ہو گیا، ہسپتال میں لے جانا پڑا۔ اب حکومت نے اس پر مقدمہ چلایا کہ تم نے انڈیا کی رسوائی کر دی۔ ہم نے تو تم سے کہا تھا کہ پٹتے رہنا۔ اس نے کہا کہ صاحب دس بارہ جوتے تک تو ہوش تھا پھر ہم کو غصہ آگیا، اس لیے اس سے یہ سبق بھی لے لو کہ غصے میں کبھی بھی عمل مت کرو، جب غصہ آجائے تو خاموش ہو کر کسی دوسرے کام میں لگ جاؤ، پھر بعد میں سمجھاؤ۔ بزرگوں نے فرمایا کہ غصے کی حالت میں سمجھاؤ بھی مت، غصے میں عقل ٹھیک نہیں رہتی، ابھی اسی قربانی کے زمانے میں جنوبی افریقہ میں دو آدمیوں نے جانور خریدا اور اسی میں کسی بات پر لڑائی ہو گئی اور گولی چل گئی۔ بتایئے قربانی عبادت، اور عبادت کے لیے جان لے لی اور قتل کا مقدمہ چل گیا اور دوسرے کو اس کے خاندان والوں نے مارا، وہ بھی ہسپتال میں داخل ہو گیا، تو میرے مرشد نے مکہ شریف میں اس خبر کو سن کر فرمایا کہ دیکھو غصہ کتنی بُری چیز ہے، کتنے بچے اسی میں ختم ہو گئے۔ کراچی میں میرے سامنے ایک آدمی نے اپنے چھوٹے بھائی کو اتنا بڑا پتھر مارا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ غصہ بہت خراب چیز ہے، اس لیے یاد رکھو اللہ والے بنو، حلیم الطبع بنو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین صفات قرآنِ پاک میں نازل ہوئی ہیں:

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ [۶]

۶ھود:۷۵

ترجمہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ ''اور تھے ابراہیم علیہ السلام حلیم الطبع یعنی بہت بر داشت والے، رحیم المزاج یعنی مزاج پر شانِ رحمت غالب تھی، رقیق القلب یعنی نرم دل والے تھے۔'' یہ تین خوبیاں اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے نازل کیں۔ سب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ یہ تینوں صفات ہم کو بھی عطا کر دیں، رقیق القلب بنا دے، رحیم المزاج بنا دے اور حلیم الطبع بنا دے اور بچوں کی تعلیم میں ہمیشہ شفقت اور رحمت سے کام لینے کی توفیق دے۔ اگر کوئی مشکل ہو تو مہتمم سے مشورہ کرو، ان کے ماں باپ سے شکایت کی جائے گی، لیکن مار پٹائی مت کرو۔ دوستو! بس میں یہی کہتا ہوں۔ اور یہ کیسٹ اللہ محفوظ فرمادیں کیوں کہ اب میں کمزور ہو گیا ہوں، بار بار یہ تقریر نہیں کر سکوں گا، اس لیے محفوظ کرا دیا۔ ہر مہینے آپ لوگ خود درخواست دے کر سن لیا کریں تاکہ سبق تازہ ہو جائے، اور امید ہے کہ میری آہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے رائیگاں نہیں فرمائے گا۔

غصہ کا علاج

بچوں کی پٹائی کا اصل سبب غصہ ہے، اس لیے آج غصہ پر بیان کرنا ہے تاکہ بیماری جڑ سے جاتی رہے۔ غصہ ہمیشہ تکبر سے پیدا ہوتا ہے۔ جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے وہی غصہ کرتا ہے۔ ایسا شخص غصے میں نہیں آسکتا جو اپنے کو حقیر سمجھتا ہو اور میدانِ محشر میں اپنے انجام کی فکر رکھتا ہو۔ غصہ ہمیشہ احمقوں کو آتا ہے یعنی جو بے وقوف ہوگا، اپنے انجام سے بے خبر ہوگا، اپنے خاتمے کی اس کو فکر نہ ہوگی، میدانِ محشر میں اللہ تعالیٰ کو جواب دینا مستحضر نہ ہوگا، ایسے ہی لوگوں کو غصہ آتا ہے اور ہمیشہ غصہ اپنے سے کمزور پر آتا ہے۔

چالاکوں کا مرض

غصہ بہت چالاک، نہایت ہوشیار مرض ہے، ہمیشہ کمزور پر آتا ہے۔ جب آدمی دیکھتا ہے کہ میں سیر ہوں اور جس پر غصہ آرہا ہے وہ سوا سیر ہے، میری گردن مروڑ دے گا، پیٹ دبا دے گا، اٹھا کر پٹخ دے گا، تو کبھی ایسے شخص پر غصہ آئے گا؟

ایک شخص اپنی بیوی کی پٹائی کر رہا تھا۔ اچانک بیوی کے تین بھائی آگئے۔ ان میں سے ایک آئی جی تھا، ایک تھانیدار تھا اور ایک باکسنگ ماسٹر تھا، جوڈو کراٹے کا ماہر۔ شوہر جو اپنی

بیوی سے کہہ رہا تھا کہ آج میں غصے سے پاگل ہو گیا ہوں، بڑی پٹائی کروں گا، بیوی کے بھائیوں کو آتے دیکھ کر بیوی کے آگے ہاتھ جوڑ لیے اور کہنے لگا کہ جو ہوا سو ہوا، مجھے معاف کر دو، اب آیندہ کبھی تمہاری پٹائی نہیں کروں گا، بس! اپنے بھائیوں کو یہ بات مت بتانا۔ بتایئے! اب کہاں سے اس پاگلیٹ کے اندر عقل کی چاکلیٹ آگئی۔

ہمارے ایک دوست ہیں، انہوں نے یہ بات کہی کہ غصہ ہمیشہ کمزوروں پر آتا ہے، اپنے سے طاقتور پر غصہ نہیں آتا۔ ایک دبلا پتلا شوہر ہے تیس چالیس کلو کا اور بیوی ہے ۹۰ کلو کی، تو یہ بیوی پر کبھی غصہ نہیں کرے گا۔ یاد رکھو! غصہ بہت چالاک ہے اور ہمیشہ تکبر سے ہوتا ہے۔ جس شخص کو میدانِ محشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی پر یقین ہوتا ہے، اس کو اگر غصہ آ بھی جائے تو فوراً معافی مانگ لے گا۔

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی فنائیت کا واقعہ

میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک جاہل ہل جوتنے والا نوجوان میرے پاس آیا، میں نے کسی بد تمیزی پر اس پر غصہ کیا اور بہت زیادہ ڈانٹ دیا۔ بعد میں میں نے سوچا کہ یہ میرا شاگرد نہیں ہے اور میرا مرید بھی نہیں ہے، تو جب میں اس کا پیر بھی نہیں ہوں اور استاد بھی نہیں ہوں، تو مجھے کیا حق تھا اس پر غصہ کرنے کا؟ لہٰذا حضرت ڈیڑھ میل پیدل اس سے معافی مانگنے گئے اور اللہ کی عظمت اور میدانِ محشر کے خوف سے راستہ بھی بھول گئے، لہٰذا مین روڈ اور شاہراہ چھوڑ کر کھیت میں گھستے ہوئے کسی طرح سے وہاں پہنچے اور فرمایا کہ بھائی! میں تمہارے پیر پکڑتا ہوں، مجھ کو معاف کر دو، قیامت کے دن مجھ سے انتقام نہ لینا۔ اس نے کہا: حضور! آپ عالم ہیں، میں جاہل ہوں، عمر میں بھی آپ سے بہت چھوٹا ہوں، آپ بڑے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ دیکھو! چھوٹے بڑے کی بات مت کرو، عالم جاہل کی بات مت کرو، قیامت کے دن اللہ یہ نہیں دیکھے گا کہ ظالم جاہل ہے یا عالم، ہر شخص کو اس کے ظلم کا بدلہ ملے گا۔ جب تک اس نے معاف نہیں کیا حضرت وہاں سے نہیں آئے۔

بہت سے لوگ اپنی بیویوں کو کمزور پا کر اور یہ دیکھ کر کہ اس کا کوئی نہیں ہے، بھائی، برادر اور فادر بھی نہیں ہے، لہٰذا ہر وقت اس کی پٹائی ٹھکائی کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کو

میں نے خطرناک امراض میں مبتلا پایا۔ اور اس کے برعکس بھی ہے کہ جس عورت نے اپنے شوہر کو ستایا، اس کا بھی انجام بہت بُرا دیکھا، اسی لیے بہشتی زیور کا حصہ نمبر ۴ جو آج سنایا گیا ہے اپنی بیویوں کو سناؤ، کیوں کہ ایسی باتیں یہ جلدی خود نہیں پڑھتی ہیں۔

دل کو نرم کرنے والا وظیفہ

آج کل کی بیویاں یہ دیکھتی ہیں کہ شوہر کے ذمے ان کے کیا حقوق ہیں؟ یہ نہیں دیکھتیں کہ ان کے ذمے شوہر کے کیا حقوق ہیں؟ لہٰذا شوہروں کے حقوق ان کو سناؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرو اور ایک وظیفہ بھی بتاتا ہوں **یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ** جو ان اسمائے حسنیٰ کو پڑھے گا اس کے چھوٹے بڑے سب اس سے خوش رہیں گے۔ اس کو ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ کر دعا کریں کہ اے اللہ! میرے بیٹوں کو لائق بنادے، فرماں بردار بنادے۔ دیکھو! کیسا اثر ہوتا ہے، بیوی اگر نالائق ہے، موذی ہے، اذیت پہنچاتی ہے، اس کے لیے دعا کرو کہ اے اللہ! ان ناموں کی برکت سے اس کا دل باادب کردے، فرماں بردار بنادے۔ اگر بھائی ستا رہے ہیں تو بھائیوں کے لیے پڑھو، جہاں بھی کسی مشکل میں آپ پھنسے ہوں مثلاً کوئی آپ کا پیسہ نہ دے رہا ہو، کرایہ دار کرایہ نہ دے رہا ہو، بزنس مین کا پیسہ کہیں رک گیا ہو غرض جہاں بھی گاڑی اٹکے، جہاں بھی انسانوں سے کام ہو فوراً اس کو پڑھو، ان شاء اللہ ان اسمائے حسنیٰ کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کے سب کام سہل فرمادیں گے، ساری حاجتیں پوری فرمادیں گے۔

کاموں میں آسانی کے لیے ایک مسنون دُعا

اور ایک اور دعا بھی آپ کو بتا رہا ہوں، اس کی برکت سے بھی ان شاء اللہ آپ اپنے سارے جائز کاموں میں بامراد ہوں گے:

اَللّٰھُمَّ لَا سَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَہٗ سَھْلًا وَّاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ سَھْلًا اِذَا شِئْتَ[ے]

یہ حدیث شریف کی دعا ہے۔ کوئی بھی مشکل ہو اس کے پڑھنے سے ان شاء اللہ ساری مشکلات

ے کنز العمال: ۲۰۱/۲ (۳۰۵۵)، فصل فی جوامع الادعیۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

دور ہو جائیں گی۔ اس کا ترجمہ بھی بڑا پیارا ہے، اے اللہ! کہیں کوئی آسانی نہیں ہے یعنی ہر طرف مشکل ہی مشکل ہے، مگر جس مشکل کو آپ آسان کر دیں۔ لَا سَهْلَ میں لائے نفی جنس ہے یعنی کسی قسم کی آسانی کہیں نصیب نہیں ہو سکتی، لائے نفی جنس کے معنیٰ یہی ہیں کہ سارے عالَم میں کہیں آسانی نہیں ہے اِلَّا مَا جَعَلْتَهٗ سَهْلًا مگر اے خدا! جس کو آپ آسان فرمادیں وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ سَهْلًا اور آپ ہمارے غم کو، ہماری مشکل کو آسان کرسکتے ہیں اِذَا شِئْتَ لیکن اے خدا! جب آپ چاہ لیں، لہٰذا آپ چاہ لیں، آپ ارادہ کرلیں، ہمارے غم کو، ہماری مشکل کو آسان کرنے کا فیصلہ کرلیں، پھر وہ مشکل بالکل آسان ہو جائے گی، یہاں تک کہ جس کو گناہوں کے تقاضے آرہے ہوں، بد نظری کا مرض ہو یا کسی گناہ کی عادت ہو، تو اس کو پڑھ کر دعا کرو کہ اے اللہ! میں نفس کی بدمعاشیوں سے، نفس کی شرارتوں سے مشکل میں پڑا ہوا ہوں، لہٰذا آپ میری اس مشکل کو آسان فرمادیں، ان شاء اللہ نفس کا مقابلہ آسان ہو جائے گا۔ اگر مسجد کا امام ہے، کمیٹی والے ستارہے ہیں، تو امام اس کو ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھے اور دعا کرے کہ اے اللہ! میرے کمیٹی والوں کا دل نرم کر دے اور ان کے دماغ سے دل سے ظلم نکال دے۔ جب میں نے اس کو افریقہ میں بیان کیا تو کمیٹی والوں میں سے ایک ممبر نے پوچھا کہ اگر کمیٹی والے بھی یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ پڑھیں گے تو پھر کیا ہو گا؟ تو میں نے کہا: پھر امام نہیں ستائے گا، تمہارا تختہ نہیں اُلٹے گا۔ بہر حال! ہر مشکل کے لیے یہ وظیفہ بتادیا ہے، اس سے محبت بھی پیدا ہوتی ہے، جس ماحول میں آپ رہیں گے محبوب رہیں گے ان شاء اللہ۔ ان چار ناموں کی برکت سے یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ سفر میں بھی آسانی ہو گی۔ کسٹم، امیگریشن میں، ایئرپورٹوں پر، ٹکٹ ملنے میں، جہاں بھی مشکل ہو ہر جگہ یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ پڑھو اور اَللّٰھُمَّ لَا سَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهٗ سَهْلًا وَّاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ سَهْلًا اِذَا شِئْتَ۔

دو مہلک بیماریاں

تو غصے کی بیماری بہت خطرناک بیماری ہے۔ یہ بیماری ایسی خطرناک ہے کہ چھوٹوں کو بڑوں سے لڑا دیتی ہے اور بڑوں کی مہربانی سے چھوٹوں کو محروم کر دیتی ہے، کیوں کہ جب

بڑے خوش ہوں گے تب ہی تو مہربانی کریں گے اور اگر بیٹا اپنے باپ سے، مرید اپنے پیر سے، شاگرد اپنے استاد سے، بیوی اپنے شوہر سے لڑے گی تو بڑوں کی مہربانی کیسے پائیں گے؟ اور غصہ ایسا خطرناک مرض ہے کہ بندے کو اللہ سے لڑا دیتا ہے، جیسے شیطان اللہ تعالیٰ سے لڑ گیا۔ یہ اتنی خطرناک بیماری ہے، مگر اس کا منشا وَاسۡتَکۡبَرَ ہے، تکبّر ہے، جب تکبر ہوتا ہے تب ہی غصہ آتا ہے۔ جب آدمی یہ سوچے گا کہ معلوم نہیں قیامت کے دن ہمارا کیا حال ہوگا، تو اس کو تکبر نہیں آسکتا اور تکبر نہیں ہوگا تو کبھی ناجائز غصہ نہیں کرے گا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اشرف علی ہر وقت غم زدہ رہتا ہے کہ نہ جانے اشرف علی کا قیامت کے دن کیا حال ہوگا؟ یہ وہ علمائے دین اور اولیاء اللہ ہیں کہ ساری امت ان کو اولیاء اللہ تسلیم کرتی ہے۔ بڑے بڑے علماء جن کے مرید تھے ان کا تو یہ حال ہے اور آج دو چار رکعت پڑھ کر، دو چار حج عمرہ کرکے دماغ قابو میں نہیں، ہر ایک کو ڈانٹ ڈپٹ کر رہا ہے کہ میرے ساتھ آپ نے گستاخی کی۔ کیوں اپنی شان بناتے ہو! اپنی کوئی قیمت نہ لگاؤ، قیامت کے دن ہماری قیمت اللہ تعالیٰ لگائیں گے۔ جس شخص کے دماغ میں بڑائی آئے وہ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھے، اکسیر ہے۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

بتاؤ اس شعر کو یاد کرنا مشکل ہے؟ کیا تکبر کرتے ہو کہ میں یہ ہوں، میں وہ ہوں؟ علم و عمل، روپیہ پیسہ، کار، بنگلہ ان چیزوں پر کیا ناز کرتے ہو؟ یہ سوچو کہ قیامت کے دن ہماری کیا قیمت لگے گی؟

صورت پرستی کی خبیث بیماری

اور جس کو حسینوں پر نظر بازی کا مرض ہو اس کے لیے ایک شعر اور ہے کہ جب ایک دن ان حسینوں کا جغرافیہ بدل جائے گا، تب وہاں سے ایسے بھاگو گے جیسے گدھا شیر سے بھاگتا ہے۔ جہاں رات دن غزلیں پڑھ رہے تھے، جماعت کی نمازیں فوت کر رہے تھے، ہر وقت ناپاک رہتے تھے، پھر اسی صورت سے بھاگ نکلے۔ بتاؤ! حماقت ہے یا نہیں؟ یہ عشقِ مجازی بہت ہی خبیث چیز ہے، یہ صورت پرستی انسان کو خبیث بنا دیتی ہے، پیشاب

پاخانے کے مقام تک پہنچادیتی ہے،اس لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے سالکانِ طریق!اے اللہ کے راستے پر چلنے والو!شاہراہ حق تعالیٰ کی تمہارے لیے کھلی ہے،اگر تم ایک کام کرلو،صرف ایک کام کہ صورت پرستی چھوڑ دو،صورتوں سے توبہ کرلو۔

گرز صورت بگذری اے دوستاں
گلستان است، گلستان است، گلستاں

اے دوستو!اگر تم صورت پرستی چھوڑ دوتو پھر اللہ کے قُرب کا باغ ہی باغ ہے۔سالکوں کو شیطان ہمیشہ اُلّو بناتا ہے جیسا کہ چڑیا اُڑنا چاہتی ہے اور شکاری چاہتا ہے کہ نہ اُڑے،تو اس کے پر میں گوند لگادیتا ہے۔ایسے ہی جب شیطان دیکھتا ہے کہ یہ شخص اپنے شیخ کا عاشق اور فدا کار ہے، یہ کہیں بہت اونچا ولی اللہ نہ بن جائے، شیخ کی صحبت، خانقاہ کا ماحول، رات دن ذکر و تصنیف و تالیف سے ایسا نہ ہو کہ یہ بہت اونچے درجے پر پہنچ جائے،تو ابلیس اس کے پروں میں مُردہ لاشوں کی محبت کا گوند لگادیتا ہے یعنی ان کی نمکینیت اور جغرافیہ زیادہ دکھا کر ان کے چکر میں ڈال دیتا ہے، پھر اللہ کا نام انسان کی زبان پر ہوتا ہے لیکن دل میں وہی حسین گھسے ہوتے ہیں، مُردے گھسے ہوتے ہیں، جس کے گھر میں مُردے ہوں گے تو کیا کوئی شریف آدمی وہاں آکر دعوت کھائے گا؟ جس کے دل میں مُردوں کی محبت ہوگی اللہ تعالیٰ ایسے دل میں آئیں گے؟ کیا سوچتے ہو؟ ذرا عقل کے ناخن لو۔پھر جب حسینوں کی شکل بدل جائے گی،جغرافیہ بدل جائے گا، تاریخ بدل جائے گی،تو الّو کی طرح ایک دن وہاں سے بھاگو گے۔اس پر میرا ایک شعر سنو۔

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہِسٹری باقی نہ میری مِسٹری باقی

اور میں نے ہمیشہ ایسے لوگوں کو پریشان پایا،لاکھ ویلیم فائیو کھائیں لیکن نیند نہیں آتی۔

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

ایک عجیب قطِعہ اختر کو اللہ نے عطا فرمایا۔

حسینوں کا جغرافیہ میر بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر

تمہاری تاریخ ذلیل اور خوار ہو جائے گی۔

یہ عالم نہ ہو گا تو پھر کیا کرو گے
زحل مشتری اور مریخ لے کر

اختر کی شاعری بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے۔ یہ شاعری دماغ سے نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ فقیروں کی خدمت، اللہ والوں کی خدمت کی برکت سے یہ اشعار اصلاحِ اُمت کے لیے اختر کہتا ہے اور سب سے پہلے اپنی اصلاح کے لیے کہتا ہے، مجھے امت کی اصلاح کی فکر ہے، مگر اس سے زیادہ اپنی فکر ہے، کیوں کہ اگر ہم نے غیر اللہ سے اپنے کو نہ چھڑایا تو پھر دوسروں کو کیا چھڑائیں گے؟

نفس کی قید سے رہائی کی تمثیل

جو خود پھنسا ہوا ہو، جو خود قید خانے میں ہو وہ دوسروں کو کیا چھڑائے گا؟ ایک قیدی کبھی دوسرے قیدی کو چھڑا سکتا ہے؟ رہائی کے لیے تو باہر سے آدمی آکر ضمانت لیتا ہے۔ کبھی آپ نے دیکھا کہ قید خانے میں ایک قیدی نے دوسرے قیدی کی ضمانت لے کر چھڑایا ہو؟ یہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون ہے جس کو اختر نے نثر میں پیش کر دیا۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کے دہد زندانیے در اقتناص
مردِ زندانی دیگر را خلاص

ایک قیدی دوسرے قیدی کو خلاصی نہیں دِلا سکتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ پہلے دین کے خادم کو گناہوں سے خلاصی عطا فرماتے ہیں پھر وہ دوسروں کی خلاصی کی فکر کرتا ہے۔ جو خود دلدل میں پھنسا ہے وہ دوسرے کو دلدل سے کیسے نکالے گا؟ کنویں میں گری ہوئی ڈول کو وہی نکال سکتا ہے جو کنویں کے باہر ہوتا ہے۔ کنویں میں جو ڈولیں گری ہیں، تو کیا ایک ڈول دوسری ڈول کو نکال سکتی ہے؟ حالاں کہ ڈول ہی نکالے گی، مگر شرط یہ ہے کہ نکالنے والا کنویں سے باہر ہو، کنویں کے باہر سے وہ اپنا ڈول پھینکے گا پھر جو گری ہوئی ڈولیں ہیں ان کو پھنسا کے باہر نکالے گا، لیکن جب

ڈول نکالنے والا مر جائے گا تب پھر دوسرا نکالنے والا آئے گا۔ ایسے ہی ایک شیخ کے انتقال کے بعد دوسرے شیخ سے تعلق قائم کرنا لازم ہے۔

قیامت تک اولیاء اللہ کے پیدا ہونے کا ثبوت

یہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون ہے کہ جس طرح ڈول کا نکالنے والا باہر ہونا چاہیے اور زندہ ہونا چاہیے، اسی طرح جب ایک شیخ کا انتقال ہو جائے تو دوسرے شیخ سے تعلق میں دیر مت کرو۔ یہ بھی مت کہو کہ ارے میاں! اب ایسا شیخ کہاں ملے گا؟ قیامت تک اولیائے کاملین کو پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اے ایمان والو! متقی بندوں کے ساتھ رہو یعنی اولیاء اللہ کے ساتھ رہو تو ولی اللہ بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ خود صحبتِ اولیاء اللہ کا حکم دے رہے ہیں تو کیا دنیا سے اولیاء اللہ اُٹھالیں گے؟ جو بے وقوف جاہل کہتے ہیں کہ ارے میاں! کہاں اولیاء اللہ ہیں؟ اولیاء اللہ تو قبروں میں ہیں، آج کل تو سب چار سو بیس ہیں، فراڈی ہیں، ایسا شخص قرآنِ پاک کا منکر ہے، منحرف ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ اے ایمان والو! تم لوگ تقویٰ والوں اور اولیاء اللہ کے ساتھ رہو، تو اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے کہ وہ قرآنِ پاک کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے روئے زمین پر ہمیشہ اولیاء اللہ پیدا کرتا رہے گا، چناں چہ جب ایک ولی اللہ دنیا سے جاتا ہے تو ہزاروں ولی اللہ بنا کر جاتا ہے، ورنہ آج دنیا میں اولیاء اللہ کا بیج بھی نہیں ہوتا۔

غصہ کی تباہ کاریاں

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ غصہ بہت خطرناک بیماری ہے۔ اس غصے کی وجہ سے بہت سی بیویاں مطلقہ ہو گئیں، چھوٹے چھوٹے بچے باپ کے سائے سے محروم ہو گئے، تین طلاقیں جو ایک دم نکل جاتی ہیں وہ یہی غصہ نکالتا ہے۔ بعد میں آدمی چلّاتا ہے کہ مولوی صاحب! کوئی مسئلہ نکالو۔ مولوی کہاں سے لائے گا مسئلہ؟ کیا مولوی کے ہاتھ میں ہے کہ اپنی طرف سے مسئلہ بنا دیں؟ عالم مسئلہ بتاتا ہے بناتا نہیں ہے۔ مسئلہ بنانا اللہ و رسول کے ذمہ ہے اور بتانا علمائے دین کے ذمہ ہے۔ ایسے ہی کتنے بیٹوں نے ناحق غصہ کر کے باپ کو ستایا، ناراض کیا اور جہنم رسید ہوئے۔ کتنے مرید شیخ کے ساتھ گستاخی کر کے نالائق ہو گئے۔ کتنے شاگرد

اساتذہ کے ساتھ بدتمیزی کر کے علم سے محروم ہوگئے۔ اس کا نام آج کل ہڑتال ہے۔ بتائیے! ہڑتال کرنا دینی طالبِ علموں کا کام ہے یا یورپ کے لوگوں کا کام ہے؟ کافروں کا کام دینی طلباء بھی کرنے لگے، ہڑتال کر دی کہ نہیں پڑھیں گے۔ کیا یہ علمِ دین سے محروم نہیں ہوں گے؟ اساتذۂ کرام کے جوتوں کی خاک بن کر رہنے سے علم آتا ہے۔

قرآنِ پاک میں غصہ کا علاج

اب قرآنِ پاک سے غصہ کا علاج بتاتا ہوں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ جو غصہ کو پی جاتے ہیں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وَالْعَادِمِیْنَ نازل نہیں فرمایا کہ غصہ کو جڑ ہی سے ختم کر دیتے ہیں، معدوم کر دیتے ہیں، بلکہ کاظمین فرمایا کہ ان کو بھی غصہ آتا ہے، لیکن اس کو پی جاتے ہیں۔ بزرگوں نے فرمایا کہ جتنا انسان غصہ پیتا ہے اتنا ہی نور بن جاتا ہے، مثلاً اگر ایک چھٹانک غصہ آیا تو اس کو پینے سے ایک چھٹانک نور بن گیا اور کسی کو آدھا کلو غصہ آیا تو آدھا کلو نور بن گیا، جتنا غصہ پیے گا اتنا ہی نور بن جائے گا۔

غیظ و غضب کا فرق

اور غیظ کے معنیٰ کیا ہیں؟ وہ غصہ جس میں انسان اندر اندر گھٹتا رہے غیظ کہلاتا ہے۔ غیظ اور غضب میں کیا فرق ہے؟ غیظ کے معنیٰ بھی غصہ اور غضب کے معنیٰ بھی غصہ، تو دونوں میں کیا فرق ہے؟ مفسرِ عظیم علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو فرق ہیں: ایک یہ کہ غیظ اس غصے کو کہتے ہیں جس کو آدمی ضبط کر لے اور اندر اندر گھٹتا رہے، اس لیے غیظ کے لیے کَظْم کا لفظ آتا ہے کہ اندر اندر سلگتا رہتا ہے۔ اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے واقعے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو جو غم تھا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَھُوَ کَظِیْمٌ اور وہ اندر ہی اندر گھٹ رہے تھے وَابْیَضَّتْ عَیْنٰہُ[۸] ان کی آنکھیں سفید ہوگئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیاروں کے ساتھ عجیب و غریب معاملہ ہے۔

---

[۸] یوسف: ۸۴

اُسی کو غم بھی دیتے ہیں جسے اپنا سمجھتے ہیں

اس غم سے وہ اپنے پیاروں کے درجات بلند کرتے ہیں۔ ہمیں ذرا سی تکلیف پہنچ جائے تو چیخنا چلّانا شروع کر دیتے ہیں۔ صبر سے رہو، اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ ہم مصیبت میں صبر سے کام لیں، اللہ تعالیٰ کو مدد کے لیے پکاریں تو وہ ضرور اس مصیبت کو ہم پر سے ہٹائیں گے ان شاء اللہ، اللہ پاک سے امیدوار رہو۔ کہیں اور کوئی خدا ہے؟ ایک ہی تو ہمارا اللہ ہے، کہاں جاؤ گے، ان ہی سے روتے رہو، اسی چوکھٹ پر سر رگڑتے رہو۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ غیظ وہ غصہ ہے جس میں بندہ اندر اندر گھٹتا رہتا ہے اور غضب وہ غصہ ہے جس میں ارادۂ انتقام ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ غضب کی نسبت اللہ کی طرف بھی ہے اور مخلوق کی طرف بھی ہے، مخلوق کے لیے بھی کہا جاسکتا ہے کہ آج کل صاحب غضب ناک ہیں، ابّا آج کل غضب میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے بھی غضب کا لفظ استعمال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچو، اور غیظ کی نسبت صرف مخلوق کے لیے ہے، اللہ کے ساتھ غیظ کا استعمال جائز نہیں۔ یہ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے۔ اور مخلوق کے غضب کا اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا فرق بیان کیا ہے اس حدیث کی روشنی میں کہ جب مخلوق کو غضب یعنی غصہ آتا ہے تو اس کے دل میں آگ لگ جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اِتَّقُوا الْغَضَبَ فَاِنَّہٗ جَمْرَۃٌ تَتَوَقَّدُ فِیْ قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ [۹]

غصہ سے بچو! کیوں کہ یہ آگ کا شعلہ ہے جو اولادِ آدم کے دل میں روشن ہوتا ہے، اَلَمْ تَرَوْا کیا تم دیکھتے نہیں ہو اِلٰی حُمْرَۃِ عَیْنَیْہِ جس کو غصہ آتا ہے اس کی آنکھیں لال ہو جاتی ہیں، آنکھوں کی سرخی بتا رہی ہے کہ اندر آگ لگی ہوئی ہے وَانْتِفَاخِ اَوْدَاجِہٖ [۱۰] اور اس کی گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں، لیکن یہ علامت مخلوق کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب کے لیے یہ ترجمہ جائز نہیں ہوگا۔ جب غضب کی نسبت اللہ کی طرف کی جائے گی، تو اس کا ترجمہ یہ

---

۹ مصنف ابن ابی شیبۃ: ۶۵/۱۳ (۲۵۸۹۳)، کتاب الأداب، مؤسسۃ علوم القرآن

۱۰ مسند احمد: ۱۹/۳ / کنز العمال: ۹۲۲/۱۵ (۴۳۵۸۷)، مؤسسۃ الرسالۃ

کیا جائے گا اِرَادَةُ الْاِنْتِقَامِ مِنَ الْعُصَاةِ وَاِنْزَالُ الْعُقُوْبَةِ بِهِمْ[۱] کہ اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں سے بدلہ لینے کا اوران پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے غصے سے محفوظ فرمائیں۔

غصہ کے نفاذ کے حدود

غصہ کو بالکل ختم کردینا ہم پر فرض نہیں ہے، کیوں کہ اگر غصہ بالکل نہ ہو تو ہم جہاد بھی نہیں کرسکتے اور وہاں غصہ ضبط کرنا جائز بھی نہیں۔ جہاں دین کو نقصان پہنچ رہا ہو وہاں غصہ کرنا فرض ہو جائے گا تاکہ دین کو نقصان نہ ہو۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، غصہ کو ضبط کرنے میں شرط لگادی یعنی شرط شئ یہاں پر ثابت ہوگی اور بشرط شئ کیا ہے اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْ ذَالِكَ الْغَضَبِ اِخْلَالُ بِالدِّيْنِ غصہ ضبط کرنے سے اگر دین میں خلل کا خطرہ ہو تو وہاں غصہ کرنا لازم ہوگا۔ اگر ہندوستان سے جنگ شروع ہو جائے اور کوئی آدمی بارڈر پر جاکر کہے کہ جناب ہندو بھائیو! ناچیز حقیر فقیر عبد القدیر آپ سے لڑنے کے لیے آیا ہے تو بتاؤ ایسا کہنا جائز ہوگا؟ ایسے وقت میں تواضع حرام ہے، وہاں یہ کہنا پڑے گا کہ تم سیر ہو تو ہم سوا سیر ہیں، دس بیس ہزار کو مار کر پھر شہید ہوں گے، ہم کو آلو گاجر نہ سمجھنا، ہم سبزی خور نہیں ہیں، گوشت کھاتے ہیں، بہادر قوم ہیں، کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ہمارے دلوں میں ہے۔ اس لیے یہ تفسیر بیان کررہا ہوں کہ غصہ ضبط کرنا جب جائز ہوگا کہ دین کا خلل نہ ہو۔ عربی عبارت اس لیے بیان کرتا ہوں کہ جو علمائے دین بیٹھے ہیں ان کو یقین آجائے کہ اختر جو بیان کررہا ہے کتابوں کے حوالے سے بیان کررہا ہے۔ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْ ذَالِكَ الْغَضَبِ اِخْلَالٌ بِالدِّيْنِ جس غصے کو ضبط کرنے سے دین کو نقصان نہ پہنچے وہاں غصہ ضبط کرنا جائز ہے۔

غصہ پی جانے کے چار انعامات

اس کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر میں چار حدیثیں بیان کی ہیں:

پہلا انعام: امن وسکون

پہلی حدیث یہ ہے کہ جس کو غصہ آئے اور اس غصے کو وہ پی جائے اور انتقام لینے کی

[۱] روح المعانی: ۱/۹۵، الفاتحۃ (۳)، دار احیاء التراث، بیروت

طاقت رکھتا ہے لیکن انتقام نہیں لیتا مَنْ کَظَمَ غَیْظًا وَّھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی اِنْفَاذِہٖ جس کو غصہ آیا اور وہ اُس کو نافذ کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے، لیکن محض اللہ کے لیے ضبط کیا مَلَاَءَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ اَمْنًا وَّاِیْمَانًا[۱۲] اللہ اس کے دل کو ایمان، سکون اور امن سے بھر دے گا یعنی سکون بھی دے گا اور ایمان بھی اس کا اعلیٰ درجے کا ہو جائے گا۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع اور فنائیت

میں اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سنا رہا تھا کہ جب حضرت نے ہل جوتنے والے نوجوان سے جا کر معافی مانگی، تو رات ہی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ میرے شیخ نے خواب میں دیکھا کہ اُن کی کشتی سے کچھ فاصلے پر ایک اور کشتی پر سرورِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کی کشتی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے علی! عبد الغنی کی کشتی کو میری کشتی سے جوڑ دو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میرے شیخ کی کشتی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کشتی سے ملا دیا اور کشتی ملانے سے ''ٹک'' کی آواز آئی۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ کئی برس ہو گئے اس خواب کو، مگر کشتی ملنے سے ٹک کی آواز کا مزہ ابھی تک آ رہا ہے۔ اور حضرت شاعر نہیں تھے مگر اس نعمت کو اپنے شعر میں بیان کر دیا۔

مضطرب دل کی تسلی کے لیے
حکم ہوتا ہے ملا دو ناؤ کو

کتنا بڑا انعام ملا معافی مانگ لینے سے۔ تو جس پر بے جا غصہ کرو تو فوراً معافی مانگ لو۔

دوسرا انعام: اپنی پسند کی حور کا انتخاب

اب دوسری حدیث بھی سن لیجیے کہ جس کو غصہ آئے اور وہ ضبط کر لے، حالاں کہ اس کو نافذ کرنے کی، انتقام لینے کی طاقت رکھتا ہے لیکن اللہ کے خوف سے انتقام نہیں لیتا، اس کو اللہ تعالیٰ اختیار دیں گے:

---

[۱۲] کنز العمال: ۱۳۱/۳ (۵۸۲۲)، باب فی تعدید الاخلاق المحمودۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

حَتّٰی یُخَیِّرَہٗ مِنْ اَیِّ الْحُوْرِ شَاءَ[۱۳]

تم جس حور کو چاہو انتخاب کرلو، اپنی پسند کی چھانٹ لو، آج تمہارے صبر کا بدلہ تمہیں ملے گا۔

تیسرا انعام: اللہ کی طرف سے ایک خاص اعزاز

غصہ ضبط کرنے کی فضیلت میں تیسری حدیث ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہو گا مَنْ کَانَ اَجْرُہٗ عَلَی اللہِ جس کا کوئی حق اللہ کے ذمہ ہو فَلْیَقُمْ وہ کھڑا ہو جائے فَلَا یَقُوْمُ اِلَّا اِنْسَانٌ عَفَا پس کوئی شخص کھڑا نہ ہو گا سوائے اس کے جس نے دنیا میں کسی کی خطاؤں کو معاف کیا ہو گا۔

چوتھا انعام: جنت میں اونچے محل اور بُلند درجات

اور چوتھی حدیث علامہ آلوسی نے یہ نقل کی کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ جنت میں اس کے لیے اونچے محل بنائے جائیں اور اس کے درجات بلند ہو جائیں تو اس کو چاہیے کہ جو اس پر ظلم کرے اس کو معاف کر دے اور جو اس سے قطع رحمی کرے یہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔[۱۴] قرآنِ پاک کی تعلیم دینے والوں میں شانِ رحمت کا ہونا فرض ہے اور شانِ رحمت جب ہی ہو گی جب غصہ پر قابو ہو گا، اس لیے غصہ کی احادیث بیان کر دی گئیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائیں، آمین۔

اساتذہ اَمارد سے سخت احتیاط کریں

دوسرا مرض جس سے قرآنِ پاک کے معلّمین کو سخت احتیاط کی ضرورت ہے وہ باہی مرض ہے یعنی بد نگاہی اور عشقِ امارد۔ صوفی اور سالک چوری نہیں کرتا، ڈاکہ نہیں ڈالتا مگر نفس اس کو بد نظری اور گندے خیالات کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتا ہے، اور مولوی وحافظ اور صوفی وسالک کو زیادہ خطرہ اَمرد سے ہے اور اَمرد اُس لڑکے کو کہتے ہیں جس کی ابھی داڑھی مونچھ نہ آئی ہو یا آگئی ہو مگر اس کی جانب دل کا میلان ہوتا ہو۔ اس لیے قرآنِ پاک

[۱۳] سنن ابی داؤد: ۲/۳۰۳، باب من کظم غیظا، ایچ ایم سعید
[۱۴] روح المعانی: ۴/۵۸، اٰل عمرٰن (۱۳۴)، دار احیاء التراث، بیروت

کے اساتذہ کو لڑکوں سے سخت احتیاط کی ضرورت ہے، نہ ان کو دیکھیں، نہ اُن سے باتیں کریں، نہ اُن سے جسمانی خدمت لیں۔ اہلِ دین کو عورت کی بہ نسبت اَمرد سے اس لیے زیادہ خطرہ ہے کیوں کہ مولوی اور حافظ عورت کو تنہائی میں بلاتے ڈرے گا یا بدنامی کے خوف سے قریب نہیں جائے گا۔ لیکن لڑکوں سے نفس سینکڑوں بہانے بنادیتا ہے کہ یہ میرا رشتہ دار ہے یا میرا شاگرد یا میرے دوست کا بیٹا ہے وغیرہ اور آخر کار منہ کالا ہوجاتا ہے۔ غرض احتیاط لڑکوں اور عورتوں دونوں سے لازمی ہے عیناً بھی، قلباً بھی اور قالباً بھی، مشرق و مغرب کی دوری ضروری ہے، مگر اس وقت صرف اَمارد کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔ مزید تفصیل کے لیے احقر کی تصانیف ''روح کی بیماریاں اور ان کا علاج''، ''عشقِ مجازی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج'' اور ''بد نظری کے ۱۴ نقصانات'' وغیرہ پابندی سے مطالعہ میں رکھیں۔ کم از کم ۲ یا ۳ صفحات روزانہ اصلاح کی نیت سے پڑھیں۔ یوں تو ہر صوفی سالک کو اَمردوں سے احتیاط ضروری ہے لیکن خصوصاً وہ لوگ زیادہ فکر کریں جن کا واسطہ اَمارد ہی سے ہوتا ہے یعنی قرآن پاک پڑھانے والے اور کتب پڑھانے والے اساتذہ۔ ہمارے بزرگوں کا طریقہ اس معاملے میں احتیاط کا رہا ہے۔ وہ اپنے نفس پر بھروسہ نہیں کرتے تھے۔

غیر حسین لڑکوں سے بھی احتیاط ضروری ہے

نفس پٹی پڑھاتا ہے کہ اَمارد سے احتیاط جب ہے جب شہوت ہو اور مجھے شہوت نہیں ہے۔ حالاں کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ **اَلْمُتَّقِی مَنْ یَّتَّقِی الشُّبُهَاتَ**[۱۵] (متقی وہ ہے جو شبہ کی چیزوں سے بھی بچتا ہے) اور دوسری حدیث میں ہے **اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ**[۱۶] اپنے کو تہمت سے بچاؤ۔ شروع شروع میں کچھ معلوم نہیں ہوتا، پھر آہستہ آہستہ دل لگی دل کا روگ بن جاتی ہے۔ نفس میدان ہموار کراتا ہے کہ ارے! اس میں تو کوئی خاص بات نہیں، نمک کم ہے، اس کی طرف تو میلان نہیں ہوتا، لیکن ہلکا نمک عشق میں مبتلا کرا کے بد فعلی کرادیتا ہے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ ہلکا نمک یعنی معمولی حسن زیادہ خطرناک ہوتا ہے

۱۵ سنن ابی داؤد: ۲/۱۱۷، باب فی اجتناب الشبہات ذکرہ بلفظ فمن اتقی الشبہات استبرأ دینہ وعرضہ، ایچ ایم سعید

۱۶ کشف الخفاء ومزیل الالباس: ۵۸، ۵۹ (۸۸)، قال: ذکرہ فی احیاء علوم الدین، وقال العراقی فی تخریج احادیثہ: لم اجد لہ اصلا لکنہ بمعنی قول عمر من سلک مسالک الظن اتہم الخ، مکتبۃ العلم الحدیث

جیسے جب بخار ۱۰۴ ڈگری کا ہوتا ہے تو ہر ایک احتیاط کرتا ہے، مگر کم بخار پر توجہ نہیں دیتا حتیٰ کہ یہ ہڈیوں میں اُتر جاتا ہے اور تپ دق بن جاتا ہے، اس لیے چاہے میلان نہ ہو، نمک کم ہو پھر بھی اَمارد سے مکمل احتیاط کرو۔ ان سے ہنسی مذاق، تنہائی میں ان کے ساتھ رہنا، ان سے بدنی خدمت لینا آہستہ آہستہ دل کا روگ بن جاتا ہے۔ بس سمجھ لو لڑکا ہے تو کچھ دن کے بعد نانا ابّو ہو جائے گا۔ جب ۷۰ برس کا ہو کر آئے گا تو اب اس سے عشق لڑاؤ گے؟ کون ظالم ہے جو اس سے عشق لڑائے گا؟ سارا عشق ناک کے راستے نکل جائے گا، اور لڑکی نانی اماں بن جائے گی، تب اس سے کہو گے کہ ایک زمانے میں ہم تم پر عاشق تھے؟ لہٰذا سب افسانے، سب خواب ہیں۔ بس نہایت احمق، انٹر نیشنل گدھا اور خبیث ہے جو عشقِ مجازی میں مبتلا ہو کر اپنی رسوائی اور منہ کالا کرنے کا انتظام کرتا ہے۔ فاعل اور مفعول ایک دوسرے کی نظر میں ہمیشہ کے لیے ذلیل و رسوا ہو جاتے ہیں، نظر نہیں ملا سکتے، اور شاگرد ایسے استاد کو ہر جگہ ذلیل کرتا ہے کہ دیکھو یہ قرآن شریف پڑھاتا ہے اور کیسے خبیث کام کرتا ہے۔

نفس کی چالوں سے ہوشیار

نفس کی چالیں بہت باریک ہوتی ہیں، اس کی چالوں کو وہی سمجھ سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو، ورنہ حسین لڑکوں کو دیکھ کر نفس ان پر بہت مہربانی کرتا ہے کہ یہ لڑکا بہت ذہین ہے اس کو پیار سے پڑھاؤں تو صحیح پڑھے گا، لہٰذا اُسے گود میں بٹھانا، چُما لینا، کھانے پینے کی چیز دینا، گال کو چھونا، گلے لگانا، اس کے لیے دل میں گندے خیالات پکانا یہ سب ظلم ہے، حرام ہے۔ اس سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں، وضو ٹوٹ جاتا ہے، پھر اسی حال میں قرآن پاک کو ہاتھ لگا رہے ہیں اور جہنم کو اپنے اوپر حلال کر رہے ہیں۔

لڑکوں کے عشق کی ذلت و رسوائی اور عذاب

جب سے زمین آسمان قائم ہوئے ہیں کسی شخص کو عشقِ مجازی سے عزت نہیں ملی، سب کو رُسوا ہونا پڑا، اس لیے اپنا منہ کالا مت کرو۔ اللہ کے لیے اپنی جانوں پر رحم کرو۔ لڑکوں کے عاشقوں کو لوگ نہایت ذلت و حقارت سے دیکھتے ہیں۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ فلاں لڑکے کے عاشق صاحب دامت برکاتہم وعمت فیوضہم ہیں، بلکہ جدھر سے گزرتا ہے سب کہتے ہیں کہ

یہ لونڈے باز جارہا ہے۔ سب کا جی چاہے گا کہ اس کو جوتے ماریں، لہٰذا خدا کے لیے کہتا ہوں کہ اپنے کو رُسوا مت کرو، نظر ہی مت ڈالو۔ نظر ڈالنے سے ہی ساری خرابی ہوتی ہے، عقل خراب ہوجاتی ہے، دل میں گندے خیالات شروع ہوجاتے ہیں اور انجام کار بد فعلی کی آخری منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ قومِ لوط کے اس عمل پر اللہ تعالیٰ کو اتنا غصہ آیا کہ ایسا عذاب کسی قوم پر نازل نہیں ہوا کہ چھ لاکھ کی چھ بستیوں کو حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے ایک بازو سے اٹھا کر آسمان تک لے گئے اور وہاں سے الٹ دیا **فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا** بتاؤ! اتنے اوپر سے گرنے کے بعد کوئی بچ سکتا تھا؟ لیکن اللہ تعالیٰ اتنے غضب ناک تھے کہ آسمان سے ان پر پتھروں کی بارش برسائی **وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ**[۱۷] اور ان پتھروں پر ہر ایک مجرم کا نام لکھا ہوا تھا جو اس کو جا کر پکڑ لیتا تھا **مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ**[۱۸] چھ لاکھ مجرمین بھوسا بن گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے آج بستی تو نہیں اُلٹے گی، لیکن اللہ تعالیٰ عقل کو اُلٹ دیتے ہیں کہ جس سوراخ سے گو اور گندی ہوا نکلتی ہے یہ ظالم اُن سوراخوں میں داڑھی اور گول ٹوپی کے ساتھ سوّر کی طرح گھسا ہوا ہے اور صالحین کو بدنام کررہا ہے۔ سوّر کو باغ میں چھوڑ دو تو وہ پاخانہ ہی تلاش کرے گا۔ اسی طرح سوّر خصلت لوگ بھی پاخانہ کو تلاش کرتے ہیں۔ یاد رکھو! عورت کے پاس جانے سے، زِنا سے صوفی، مولوی اور حافظ اس لیے ڈرتا ہے کہ حمل ٹھہر گیا تو رُسوا ہوجاؤں گا، پٹائی ہوگی اور شیطان یہی پڑھاتا ہے کہ لڑکوں کے ساتھ بدمعاشی کرنے سے راز نہیں کھلے گا، لیکن راز کھل کے رہتا ہے اور ایسی رسوائی ہوتی ہے کہ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا۔ خوب غور سے سن لو کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق لڑکوں کا حرام ہے اور اس کی ظلمت عورتوں کے عشق سے بھی شدید ہے۔ گو دونوں حرام ہیں لیکن عورت اگر بیوہ ہوگئی، بعد میں رشتہ بھیج دیا اور نکاح ہوگیا تو حلال ہوجائے گی مگر اَمرَدوں کا عشق حرام در حرام ہے اور گو در گو ہے، یہ کبھی حلال نہیں ہوسکتا ہے۔

مرد کا بے پردہ لڑکیوں کو پڑھانا حرام ہے

نفس کی ایک چالاکی یہ ہے کہ دین کی خدمت کے بہانے جوان لڑکیوں کو پڑھانے

---

۱۷ الحجر: ۷۴
۱۸ الذّٰریٰت: ۳۴

کی فکر ہو جاتی ہے کہ اگر میں نے اس سولہ سالہ لڑکی کو قرآنِ پاک نہ پڑھایا، تو اللہ تعالیٰ میری گردن پکڑیں گے۔ یہ سب نفس کی بدمعاشی ہے۔ دین کی خدمت کے اور بھی طریقے ہیں۔ بن سنور کر جانا اور تنہائی میں پڑھانا۔ لڑکی کی والدہ اور دوسری عورتوں پر دم کرنا سب حرام ہے۔ اپنا دم نکل رہا ہے اس کی فکر نہیں، ان پر پھونک چھوڑ رہا ہے اور اپنی پھونک نکل رہی ہے۔ چائے لینے کے بہانے، پڑھانے کے بہانے نامحرم کو چھو رہا ہے، دیکھ رہا ہے، سب حرام کام کر رہا ہے، یہ دین کی خدمت ہے؟ اللہ کا عذاب اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لعنت کی بددعا اپنے اوپر لے رہا ہے۔ آج کل دینی تعلیم کے نام پر ایسے اسکول بن رہے ہیں جن میں دنیوی تعلیم بھی دی جاتی ہے، لیکن اکثر اسکولوں میں جوان لڑکیوں کو بغیر پردہ کے داڑھیوں اور ٹوپیوں والے مرد پڑھا رہے ہیں۔ افسوس! صالحین کی وضع کی عزت کا بھی خیال نہیں اور غضب یہ ہے کہ ہمارے بزرگوں کی نسبت کے بورڈ بھی لگا رکھے ہیں اور اکثر اسکولوں میں لڑکے اور لڑکیوں کے آنے جانے کا راستہ ایک ہے اور داخلہ کے لیے یا ماہانہ رپورٹ کے لیے یا اولاد کے بارے میں والدین کو مطلع کرنے کے لیے والدین کو بلایا جاتا ہے تو پردے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا اور عورتیں اکثر بے پردہ اسکولوں کے ذمہ داروں سے جو دینی وضع میں ہوتے ہیں ملاقات کرتی ہیں۔ دین کے نام پر بے دینی کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ ایسے اسکولوں میں ایک فتنہ اور ہے کہ خدمت کے لیے جوان ماسیاں رکھی ہوئی ہیں، جو اساتذہ کو چائے پانی اور کھانا وغیرہ پیش کرتی ہیں۔ اگر اللہ والا بننا ہے تو مر جاؤ مگر حرام کام نہ کرو، عورتوں سے خدمت نہ لو، نہ ان سے گفتگو کرو، نہ آواز کو نرم کرو۔ اگر یہ سب کیا تو دل کا قبلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر جائے گا اور دل کی پشت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جائے گی۔

ان اسکولوں میں سالانہ تقریبِ تقسیم اسناد یا تقسیمِ انعامات ایک نیا فتنہ اور بے پردگی کا پیش خیمہ ہے، یعنی ابھی سے اگر روک ٹوک نہ کی گئی تو اس کی انتہا بے پردگی کی صورت میں ظاہر ہو گی۔ یہ تقریب اسکول کے احاطے میں ورنہ شادی ہالوں میں منعقد کی جاتی ہے اور پردے کے نام پر قنات بھی لگائی جاتی ہے، لیکن لڑکیوں کو سند یا انعام دینے کے لیے اسٹیج پر بلایا جاتا ہے جو اگرچہ برقع میں ہوتی ہیں، لیکن سب مرد تماشائی ان کی طرف دیکھتے ہیں اور لڑکیوں کو بھی احساس ہوتا ہے کہ ہمیں دیکھا جا رہا ہے، مردوں کا اس طرح عورتوں کو دیکھنا خواہ پردہ ہی

میں ہوں اور عورتوں کا در پردہ خود کو دکھانا نگاہ اور دل کی خیانت کا باعث نہ ہوگا؟ اور موجبِ لعنت نہ ہوگا؟ غرض یہ طریقہ موجودہ صورت میں بے حیائی ہے اور اللہ پناہ میں رکھے مستقبل میں اس کا انجام بے پردگی ہے۔ اور ان بدعنوانیوں کی وجہ مال اور دنیا کی محبت ہے، کیوں کہ ایسے اداروں میں پیسہ خوب آتا ہے، اس لیے دنیا کی متاعِ قلیل کی خاطر ہر منکر کو نظر انداز کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائیں اور اصلاح کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

پردے سے پڑھانا بھی فتنے سے خالی نہیں

اس کے علاوہ لڑکیوں کے ایسے مدرسوں میں جہاں خالص دینی تعلیم دی جاتی ہے لیکن جہاں پردہ سے مرد پڑھا رہے ہیں بدعنوانیوں کی اطلاعات آرہی ہیں کہ مدرسۃ البنات سے عشق البنات ہوگیا۔ حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے تقریباً ستر سال قبل فرمادیا تھا کہ اگر مدرسۃ البنات کھولوگے تو سر پکڑ کر روؤگے۔ چناں چہ احقر نے پاکستان، ہندوستان، ری یونین، ساؤتھ افریقہ وغیرہ جہاں بھی مدرسۃ البنات دیکھے دینی لحاظ سے صحیح اور مکمل انتظام کہیں نظر نہ آیا۔ عورتوں کی تربیت و اصلاح کے لیے اسلاف کے طریقوں سے بہتر کوئی طریقہ نہیں۔

قرآنِ پاک کے اساتذہ کو خاص نصیحت

قرآنِ پاک کے اساتذہ کو خاص نصیحت ہے کہ لڑکوں سے پاؤں نہ دبوائیں۔ جو ان سے پاؤں دبوائے گا وہ ان کے فتنے سے نہیں بچ سکے گا۔ جنہوں نے اپنے نفس پر بھروسہ کیا اور احتیاط نہ کی آخر کار ان کا منہ کالا ہوا اور ذرا دیر کی لذتِ حرام کے بدلے اللہ تعالیٰ کا غضب خرید لیا۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بڑھ کر کوئی خطرناک چیز نہیں، لہٰذا ہوشیار ہو جاؤ، کسی حسین لڑکے سے کچھ کام نہ لو، پانی بھی مت مانگو، خود اٹھ کر پی لو، تھوڑی سی تکلیف اٹھالو، مگر اللہ تعالیٰ کا غضب نہ خریدو۔ مہتمم کے ذمے ہے کہ وہ اساتذہ کو پابند کرے کہ وہ طالب علموں سے بدنی خدمت نہ لیں، خصوصاً پاؤں نہ دبوائیں۔ اگر کوئی استاذ خلاف ورزی کرے تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔

غرض لڑکوں سے سخت احتیاط کرو، نہ ان سے خدمت لو، نہ بے ضرورت گفتگو کرو،

نہ ان کو دیکھو اور کسی نظر سے بھی نہ دیکھو، شفقت کیا ان کو قصائی کی نظر سے بھی نہ دیکھو، بیٹا بھی نہ کہو کہ بیٹا یہ چیز لے آؤ، بیٹا وہ چیز لے آؤ، بیٹا کہتے کہتے پھر لیٹا ہو جاؤ گے۔ غرض ان حسینوں کو نہ شفقت سے دیکھو نہ غصے سے دیکھو، کیوں کہ بظاہر نفس حسین کو غصے سے سرخ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور ڈانٹ رہا ہے، لیکن اندر اندر حرام لذت درآمد کرتا ہے۔

ایک بات تجربہ کی کہتا ہوں کہ دنیا میں حسینوں سے بدتر ایمان کا دشمن کوئی اور نہیں۔ اس بات میں جو نفس کو ڈھیلا چھوڑتا ہے کہ بھئی حسینوں کو صرف دیکھ کر ذرا دل بہلائیں گے اور کچھ نہیں کریں گے، وہی مار کھاتے ہیں۔ بد نظری گناہ کی پہلی سیڑھی ہے۔ یہ وہ آٹومیٹک زینہ ہے جو گناہ کی آخری منزل یعنی بدفعلی پر لے جا کر چھوڑتا ہے اور ایسا شخص آخر کار ذلیل ورسوا ہو جاتا ہے خصوصاً جب کوئی مولوی، حافظ یا صوفی غلطی کرتا ہے تو اور زیادہ گالیاں ملتی ہیں۔ وہ معشوق بھی ذلیل کرتا ہے کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ گول ٹوپی اور داڑھی میں کوئی فرشتہ ہوگا مگر کمبخت بالکل شیطان نکلا۔

خبیث فعل

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ[۱۹] سب سے زیادہ خوف جو میں اپنی امت پر کرتا ہوں وہ قومِ لوط کا عمل ہے۔ یہ ایسی خطرناک بیماری ہے جو دنیا میں بھی ذلیل ورسوا کر دیتی ہے کہ آدمی منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا اور ایسے ایسے مصائب آتے ہیں جو احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتے اور آخرت کا عذاب تو ہے ہی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا[۲۰] اللہ تعالیٰ کی حدود کے قریب بھی مت جاؤ۔ لَا تَقْرَبُوْا یہ اللہ کا لَا ہے جو اس لَا کو ہٹائے گا اور تَقْرَبُوْا ہو گا وہ پھر تَفْعَلُوْا ہو کر دنیا و آخرت میں ذلیل ہو جائے گا۔ اسے ہوش نہیں رہے گا کہ میں کون ہوں؟ کس کا ہوں؟ بس پاخانہ اور پیشاب کی گٹر لائنوں میں گھس جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ دل اپنی محبت کے لیے بنایا ہے، ہگنے، موتنے، گلنے سڑنے والی لاشوں

---

۱۹ جامع الترمذی: ۱/۲۷۰، باب ماجاء فی حد اللوطی، ایچ ایم سعید
۲۰ البقرۃ: ۱۸۷

کے لیے نہیں بنایا۔ ذرا سوچو! کتنے خبیث مقامات پر اپنی زندگی ضایع کرنا چاہتے ہو جہاں سے گو نکلتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہمیں اس لیے پیدا کیا ہے کہ ہم مقامِ گو اور مقامِ گندی ہوا پر اپنی زندگی کے قیمتی ایام ضایع کریں؟ جس ایک سانس میں آدمی اللہ کو یاد کرکے اللہ والا بن کر فرشتوں سے افضل ہو سکتا ہے، ان قیمتی سانسوں کو گو کے مقام پر وقف کرکے خدا کا غضب مول لینا کہاں کی عقل مندی ہے؟

مرتکبِ بدفعلی کی تعلیم قرآنِ پاک سے محرومی

قرآنِ پاک پڑھانا فرضِ کفایہ ہے اور تقویٰ فرضِ عین ہے۔ پس جو شخص ایک مرتبہ بھی اس گناہ میں مبتلا ہو گیا ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ تدریس کرے، کیوں کہ بچوں کو پڑھانے سے وہ دوبارہ مبتلا ہونے سے نہیں بچ سکتا۔ ایسا شخص امامت کرلے یا تجارت کرلے خواہ سبزی بیچ کر گزارہ کرلے، لیکن بچوں کو نہ پڑھائے۔ دینی خدمت کا مقصد اللہ کو راضی کرنا ہے، جو کام غضبِ الٰہی کا سبب ہو وہ دینی خدمت میں شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ خدا کے غضب اور نافرمانی سے بچنا فرضِ عین ہے۔ مرد مرد کے لیے کبھی حلال نہیں ہو سکتا، وہ بہت بدمعاش اور کمینہ ہے جو لڑکوں کے عشق میں مبتلا ہوتا ہے۔ جو چیز دائماً حرام ہے اس کی طرف لالچ کرنا گناہ ہے، کمینہ پن ہے۔ اللہ نے مردوں کو مردوں کے لیے بچپن سے بڑھاپے تک حرام کیا ہے، جو لوگ دیندار ہیں، خصوصاً مدارس میں پڑھانے والے اور صوفیا اور خانقاہوں والے اس کا خاص خیال رکھیں، کیوں کہ اگر کوئی اس فعل میں مبتلا ہوا تو وہ مدرسہ اور خانقاہ اور تمام اللہ والوں کی بدنامی کا سبب ہو گا۔ اہل اللہ سے امت کو اگر بدگمانی ہوئی تو اس کا سارا وبال اس شخص کی گردن پر ہو گا۔

مجرمانہ خوشی

میں کہتا ہوں اس فعل کی خبر سن کر دل میں خوشی بھی محسوس نہ کرو۔ جس فعل پر اللہ تعالیٰ اتنا غضب ناک ہوئے کہ بستی الٹ دی اور پتھر بھی برسایا، اس خبیث فعل کی خبر سن کر مومن کو خوش ہونا زیب دیتا ہے؟ اس لیے جو اس فعل خبیث میں مبتلا ہو گا یا جو یہ فعل تو نہ کرے لیکن اس فعل سے راضی ہو اور اس کی خبر سن کر مزہ لے، تو اس کی عقل پر عذاب آئے گا، عقل پر پتھر برس جائیں گے، حماقت اور بے وقوفی کے اعمال اس سے صادر ہوں گے اور ذلیل ہو جائے گا۔

حسین یا بال بردار جہاز؟

سوچو کہ آج جس لڑکے پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو، کل جب اس کے مونچھیں آجائیں گی، داڑھی نکل آئے گی، بغل میں بال، سینے پر بال، پیٹھ پر بال، ہر طرف بال ہی بال ہوں گے اور وہ بال بردار جہاز ہو جائے گا، اس وقت اس پر قربان ہونے کو دل چاہے گا؟ آہ! مجاز کتنا بڑا دھوکا ہے۔ میرے اشعار ہیں ؎

کبھی جو سبزہ آغازِ جواں تھا
تو سالارِ گروہِ دلبراں تھا

بڑھاپے میں اُسے دیکھا گیا جب
کسی کا جیسے وہ نانا میاں تھا

بوڑھے اور بوڑھیوں کے جلوس کا مراقبہ

جو آج حسین نظر آرہے ہیں یہ کل سو برس کے ہوں گے۔ مراقبہ کرو کہ سو بڈھوں کا جلوس نکل رہا ہے، کمر جھکی ہوئی ہے، گردن ہل رہی ہے، چہرے پر جھریاں پڑی ہوئی ہیں، منہ سے رال بہہ رہی ہے، پیچھے سے دست نکل کر ان کی سوکھی ہوئی ٹانگوں پر بہہ رہا ہے اور ان دستوں پر مکھیوں کی بریگیڈ کی بریگیڈ بیٹھی ہوئی ہے۔ ایک لاکھ مکھیاں دستوں پر بھنک رہی ہیں اور بھگانے سے بھی نہیں بھاگ رہی ہیں اور ان بڈھوں کے ہاتھ میں جھنڈے ہیں، ان پر لکھا ہوا ہے اے ہمارے عاشقو! اے بے وقوفو! اے الّوؤ! تم کہاں ہو؟ تم تو ہمیں دیکھا کرتے تھے، اب کیوں نہیں دیکھتے؟ اب تمہاری وہ وفاداریاں، جاں نثاریاں، فداکاریاں، اشکباریاں، آہ وزاریاں، انجم شماریاں کیا ہوئیں؟ آؤ! اب ہمارا بوسہ لو، ہمارے بہتے ہوئے دستوں کو چاٹو اور رال کو چوسو، اے نالائقو! کہاں تم نے زندگی ضایع کی؟ اب اپنے منہ پر جوتے لگاؤ۔ دوستو! اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو کہ اللہ تعالیٰ مجاز کے دھوکے سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔

قرآنِ مجید میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کا راز

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اس خبیث فعل کے نشے کی مذمت عجیب انداز میں

فرمائی کہ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھائی: لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ [۲۱] (اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قسم ہے آپ کی حیات کی! کہ (لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرنے والی) یہ (بدمعاش قومِ لوط) اپنے نشے میں پاگل ہورہی تھی۔

ایک بار دل میں خیال آیا کہ ایسی گندی قوم کے تذکرے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے کیوں اُٹھائی؟ اللہ تعالیٰ کے کرم سے دل میں جواب آیا کہ جس طرح قومِ لوط شہوت و باہ کے نشے میں پاگل ہورہی تھی اور اپنے نبی کو دھمکیاں دے رہی تھی، اِسی طرح اہل مکّہ تکبر و جاہ کے نشے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کی دھمکیاں دے رہے تھے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھاکر اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ جس طرح شہوت پرستوں کے نشۂ باہ کو ہم نے پاش پاش کردیا، اِسی طرح اہلِ مکّہ کے تکبر و جاہ کو بھی ہم پاش پاش کردیں گے اور آپ کی زندگی کی حفاظت فرمائیں گے۔

اور زنا کے نشے کے لیے اللہ تعالیٰ نے يَعْمَهُوْنَ نہیں فرمایا لیکن اس خبیث فعل کے لیے لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ کا جو عنوان اختیار فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ اس خبیث فعل کا نشہ زیادہ خبیث ہے، اس لیے صلوٰۃُ الحاجت پڑھ کر روؤ کہ اے اللہ! ہم کو وفاداری عطا فرما کہ ہم روٹی آپ کی کھاتے ہیں، لیکن جب نمکین شکل سامنے آتی ہے تو پاگل کتے کی طرح ہوجاتے ہیں، اس وقت انسان نہیں رہتے؟ جس وقت انسان اللہ کی نافرمانی اور غضب اور قہر کے سائے میں ہوتا ہے اس وقت وہ کیا انسان رہتا ہے۔ اس وقت اس میں شرافت اور انسانیت ہوتی ہے؟ بس سلوک کا حاصل یہ ہے کہ اپنی حرام تمناؤں اور حرام آرزوؤں کا خون کرکے اللہ تعالیٰ سے وفاداری کرو، اُس کے قانون کا احترام کرلو اور نظر کی حفاظت کرلو اور مولیٰ کو پالو۔

بدفعلی سے بچانے والا ایک مراقبہ

اگر نفس کہے کہ یہ نہیں ہوسکتا، تو تم نفس سے کہو کہ او کمینے! تو جس سے بدفعلی کرنا چاہتا ہے تو یہ لڑکا بھی کسی کا بیٹا ہے، کسی کا بھائی ہے اور ایک دن ابّا ہونے والا ہے، تو کیا اپنی اولاد

---

[۲۱] الحجر:۷۲

سے، اپنے بیٹے سے، اپنے بھائی سے، اپنے ابا سے بدفعلی کرے گا؟ اس کے علاوہ ہر فردِ بشر پیغمبر زادہ ہے، کیا پیغمبر زادے سے کوئی بدفعلی کی جرأت کرسکتا ہے؟ سوچو! پیغمبر کے بیٹے کے ساتھ بدفعلی کرنا حق تعالیٰ کا غضب مول لینا ہے یا نہیں؟

غضِ بصر کے ساتھ حفاظتِ فرج کے حکم کا راز

قرآنِ پاک کے اساتذۂ کرام سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ بہت زیادہ تقویٰ سے رہیں۔ جس لڑکے میں ایک ذرہ نمک، ذرا سی بھی کشش ہو ہرگز اس کو نہ دیکھیں، اس کو دیکھنا حرام ہے۔ جس نے نظر کی حفاظت نہیں کی اس کی شرم گاہ محفوظ نہیں رہی، اسی لیے حق تعالیٰ نے یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ کے فوراً بعد وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ کا حکم دیا۔

معلوم ہوا کہ جس کی نگاہیں محفوظ ہوں گی اس کی شرم گاہ بھی محفوظ رہے گی اور اس کا عکس کرلیجیے یعنی جس کی نگاہ خراب ہوگی اس کی شرم گاہ محفوظ نہیں رہ سکتی۔ کسی باپ سے پوچھو کہ اس پر کیا گزرتی ہے اگر اسے خبر مل جائے کہ فلاں حافظ صاحب نے میرے لڑکے کے ساتھ بدفعلی کی ہے؟ اگر اس کا بس چلے تو مردود کا خون پی لے۔ ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ باپ نے بدمعاش استاد کو گولی سے مار دیا اور بعض اپنی جان بچا کر شہر سے ہمیشہ کے لیے فرار ہوگئے۔ جو اہل اللہ سے اپنے نفس کی اصلاح نہیں کراتے وہ نفس کے اور شہوت کے بندے ہوتے ہیں۔ وہ سوچتے نہیں کہ اس فعل کا انجام کیا ہوگا۔ قومِ لوط نے بھی نہیں سوچا تھا تو انجام کیا ہوا؟ چھ لاکھ کی چھ بستیوں کو حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے ایک بازو سے اُٹھا کر آسمان تک لے گئے جبکہ ان کے پانچ سو بازو ہیں، یہاں تک کہ آسمان کے فرشتوں نے اس بستی کے کتوں اور مرغوں کی آوازیں سنیں پھر آسمان سے چھ لاکھ کی بستی کو الٹ دیا اور پھر اس پر پتھر بھی برسائے اور ہر پتھر پر ہر مجرم کا نام لکھا ہوا تھا اور اسی کو جا کر وہ پتھر لگتا تھا۔ دیکھو شیطان نے مرنے والی لاشوں کو اور گو مُوت کے مجموعے کو کیا دکھایا۔ شیطان کی مانی اور پیغمبر کی نہ مانی آخر کار ہلاک ہوگئے۔

بدفعلی سے بچانے والا دوسرا عجیب وغریب مراقبہ

لٰہذا اگر بدفعلی سے بچنا چاہتے ہو تو نگاہوں کی حفاظت کرو۔ سلوک کی ابتدا اور

سلوک کی انتہا نگاہوں کی حفاظت ہے۔یہی سلوک کی پہلی سیڑھی اور یہی سلوک کی آخری منزل ہے، لہٰذا حفاظتِ نظر کا اہتمام کرو۔ اس کے بعد دوسری تدابیر ہیں مثلاً نظر بچانے کے بعد یہ مراقبہ کرو کہ جس لڑکے کی طرف آج میلان ہو رہا ہے اگر خدانخواستہ اس کے ساتھ منہ کالا کر لیا، تو کل یہ لڑکا قطب الاقطاب، ابدال اور تمام اولیاء اللہ کا سردار ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جو لوگ مستقبل میں غوث اور ابدال ہونے والے ہیں وہ اللہ کے علم میں پہلے ہی سے اللہ کے پیارے ہوتے ہیں۔ اگر علم ہو جائے کہ یہ لڑکا غوث ہے یا قطب اور ابدال ہے تو بتاؤ ہمت ہو گی اس کے ساتھ بد فعلی کرنے کی؟ اور اگر کسی کے ساتھ منہ کالا کر لیا تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا مبغوض ہو گا جس نے ان کے ولی کے ساتھ کمینہ پن کیا ہے؟ اس لیے بچپن میں کسی کو مفعول بنا لینا انتہائی بد معاشی، بد بختی اور کمینہ پن ہے۔

پس معلّمین قرآنِ پاک کو خصوصی ہدایت ہے کہ جب کسی لڑکے کی طرف میلان ہو، تو سوچیں کہ اگر آج اس لڑکے سے بد عنوانی کر لی، تو اگر کل یہی لڑکا قطب الاقطاب اور اولیاء اللہ کا سردار ہو گیا تو جس وقت وہ سارے عالم کے لیے سجدے میں گڑ گڑا کے دعا کر رہا ہو گا، تو اس وقت آپ کو کتنی شرمندگی اور کتنا خوف ہو گا کہ اللہ کے اتنے مقبول بندے کے ساتھ میں نے بد فعلی کی ہے۔ میں کس قدر بد قسمت اور محروم ہوں، نہ معلوم کب مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو جائے۔

لہٰذا دوستو! بس نظر بچاؤ اور سوچو کہ آج جو لڑکا ہے یہ ہمیشہ لڑکا نہیں رہے گا، ایک دن یہ بڑا ہو جائے گا اور غوث اور قطب و ابدال بھی ہو سکتا ہے۔ ایسے مقبول بندے کو لڑکا سمجھ کر اگر آج اس کے ساتھ منہ کالا کر لیا تو اللہ کا کتنا غضب نازل ہو گا کہ میرے پیاروں کے ساتھ نالائق تو بد فعلی کرتا تھا آج تجھ سے انتقام لوں گا۔ یہ عجیب و غریب مراقبہ اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمایا۔ اگر اس مراقبے کا استحضار رہے تو آدمی اس خبیث فعل میں مبتلا نہیں ہو سکتا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی حفاظت میں لے لے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حدیث پاک ہے کہ امت کے سب سے بہترین لوگ علماء ہیں اور علماء میں سب سے بہترین لوگ وہ ہیں جو رحم دل ہیں۔ یعنی جو شفقت، محبت اور رحمت سے لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس حدیث پاک میں ان لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو دین کی تعلیم میں درشتی، سختی اور شدت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''تعلیمِ قرآن میں شانِ رحمت کی اہمیت'' میں خاص طور پر ان قاری حضرات کو جو چھوٹے نابالغ بچوں پر سختی اور مار پیٹ کا عمل کرتے ہیں اپنا مخاطب بنا کر کلام اللہ کی تعلیم دینے کا ضابطہ بیان فرمایا ہے۔ قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین اس وعظ کے مضامین کو اپنی اہمیت کے لحاظ سے ہر مدرسے کا ضابطۂ اخلاق بنانے کی ضرورت ہے۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری

AW068